امام احمد رضا کانفرنس

مجلہ سنہ ۱۹۹۵ء

كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) پاکستان

امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۵ء

۲۵ جولائی ۱۹۹۵ء، ۳ بجے سہ پہر، بمقام ہوٹل ہالی ڈے ان، اسلام آباد

زیر اہتمام

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ)

بانی ــــ سیّد محمد ریاست علی قادری علیہ الرحمۃ

سرپرست

علامہ شمس الحسن شمس بریلوی (ستارۂ امتیاز) و ــ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد و ــ علامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری

صدر

صاحبزادہ سیّد وجاہت رسول قادری

نائب صدور: حاجی شفیع محمد قادری

پروفیسر ڈاکٹر عبدالباری صدّیقی

جنرل سیکریٹری: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

جوائنٹ سیکریٹری: السیّد زاہد سراج القادری

فنانس سیکریٹری: منظور حسین جیلانی

سیکریٹری اطلاعات و مطبوعات: حاجی عبداللطیف قادری

اراکین: سیّد ریاست رسول قادری

محمد حنیف رضوی

سید اویس علی قادری

ناظم اسلام آباد شاخ: محمد افسر خان القادری

آفس سیکریٹری: ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

نائب آفس سیکریٹری: سیّد خالد سراج القادری

اِدارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) پاکستان

مرکزی دفتر: ۲۵۔ دوسری منزل، جاپان مینشن، ریگل صدر کراچی۔ پوسٹ کوڈ ۷۴۴۰۰، پوسٹ بکس نمبر ۴۸۹ فون: ۷۷۷۱۲۱۹ / ۷۷۲۵۱۵۰ ٹیلی گرام "المختار"

شاخ: ڈی۔۴/۴۴، اسٹریٹ ۳۸، سیکٹر ۱/۶۔ ایف، اسلام آباد۔ پوسٹ کوڈ ۴۴۰۰۰ پوسٹ بکس: ۲۹۱۰، فون: ۸۲۵۵۸۷

نعت شریف

(از : جناب مولانا سید محمد آصف متخلص آصف تلمیذ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں نوراللہ مرقدہ)

ہے یکتا کا یکتا ہمارا نبی   ہے خیرالبرایا ہمارا نبی ﷺ

ہے یٰسین و طٰہٰ ہمارا نبی   رسولوں کا مولیٰ ہمارا نبی ﷺ

ہے خالق کا پیارا ہمارا نبی   ہمارا ہمارا ہمارا نبی ﷺ

ہے شافی مسیحا ہمارا نبی   مسیحائے عیسیٰ ہمارا نبی ﷺ

ہے ماہ دل آرا ہمارا نبی   ہے آنکھوں کا تارا ہمارا نبی ﷺ

کیا اک اشارے سے شق القمر   ہے معجز نما کیا ہمارا نبی ﷺ

بس اکدم میں خورشید پلٹا لیا   ہے معجز نما کیا ہمارا نبی ﷺ

کوئی دوسرا میں نہیں دوسرا   ہے یکتا ہے، یکتا ہمارا نبی ﷺ

نظیر ان کا ممکن نہیں نجدیو   ہے واللہ یکتا ہمارا نبی ﷺ

انہیں ہاتھ سے ملتی ہیں نعمتیں   ہے قاسم نعم کا ہمارا نبی ﷺ

باذن خدا ہیں وہ مختار کل   ہے پیارا خدا کا ہمارا نبی ﷺ

خدا نے بنایا ہے مختار کل   ہے نائب خدا ہمارا نبی ﷺ

غفور و رؤف و رحیم و کریم   ہے رحمت سراپا ہمارا نبی ﷺ

ہیں وہ جان نور اور ایمان نور   ہے نوری سراپا ہمارا نبی ﷺ

بناتا ہے جو نار کو دم میں نور   ہے وہ نور مولیٰ ہمارا نبی ﷺ

بنایا ہے جنت کو بھی جس نے نور   ہے وہ نور مولیٰ ہمارا نبی ﷺ

نبیوں کے ایمان و جان کا ہے نور   ہمارا ہمارا ہمارا نبی ﷺ

دیکھاتا ہے جو جلوۂ نور حق   ہے وہ نور مولیٰ ہمارا نبی ﷺ

ہے نور خدا اور راز خدا   وہ پیارا خدا کا ہمارا نبی ﷺ

انہیں دیکھ کر میں کہوں نزع میں   ہے جنت کا دولہا ہمارا نبی ﷺ

دم نزع آصف کہے یا خدا   ہے واللہ یکتا ہمارا نبی ﷺ

(ماخوذ۔ ہفتہ وار "الفقیہ" امرتسر، ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۸ء، صفحہ ۶۔ بشکریہ عابد حسین چکوال)
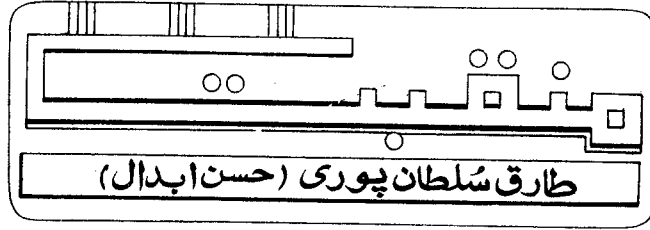
عشق و مستی کا امیر کارواں احمد رضا — خادم اسلام و مخدوم جہاں احمد رضا

مقتدائے جرگہ صاحب دلاں احمد رضا — پیشوائے حلقہ دیدہ وراں احمد رضا

قائد مدحت نگاراں سرگروہ عاشقاں — وہ امام نعت گویان جہاں احمد رضا

صاف گو سود و زیاں کی فکر سے ناآشنا — غیرت اسلام کا کوہ گراں احمد رضا

مطلع علم و سحر عشق کا ماہ منیر — طور معنی کا کلیم نکتہ داں احمد رضا

قلزم عرفاں، یم حق آگہی، بحر علوم — ایک سیل بے کنارو بیکراں احمد رضا

مسلک عشق محمد کو دیا اس نے فروغ — عبد آزاد شہ کون و مکاں احمد رضا

حافظ اوج مقام و احترام مصطفیٰ — عزت خیرالورا کا پاسباں احمد رضا

اس کا سوز و ساز تھا پروردۂ عشق حبیب — سینہ گرم و صاحب قلب تپاں احمد رضا

یہ معظم ہے محمد کی غلامی سے فقط — عظمت خیر الامم کا راز داں احمد رضا

اولیائے پاک و اصحاب شہ دیں کا محب — اہل بیت اطہار کا توصیف خواں احمد رضا

عمر بھر ہر دشمن احمد پہ شدت اس نے کی — زلزلہ انداز نجد و قادیاں احمد رضا

سرکشان مصطفیٰ کو سرنگوں کرتا رہا — رزم آراء، مرد میدان، کامراں احمد رضا

اس کی فکر و فقر کے خرمن سے عالم خوشہ چیں — باد گنج آور بسم اللہ گل فشاں احمد رضا

نکتہ چیں اس کے قلم کے ٹھٹے سے دم بخود — روح قرآں کا حقیقی ترجماں احمد رضا

اس کے استدلال سے عاجز تنک مایہ حریف — خسرو تحریر و سلطان بیاں احمد رضا

لرزہ براندام ہیں فکر و نظر کے سومنات — نعرۂ تکبیر و آواز اذاں احمد رضا

صاحب اسرار باغ معرفت کا نخل بند — اک بلندی پستیوں کے درمیاں احمد رضا

ثبت لوح وقت پر اس کی جلالت کے نقوش — آج بھی لاکھوں دلوں پر حکمراں احمد رضا

اس کے اوصاف حمیدہ کا بیاں آساں نہیں — ہے سخن فہمو، کہاں طارق کہاں احمد رضا

(یہ نظم امام احمد رضا کانفرنس مورخہ ۱۲ نومبر ۹۴ء منعقدہ اسلام آباد ہوٹل اسلام آباد میں پڑھی گئی)

سید وجاہت رسول قادری
(صدر)

زحسنت تا بہار تازہ گل کرد
رضایت را غزل خواں آفریدند

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ و الرضوان نابغہ عصر شخصیت اگرچہ اب کسی تعارف کے محتاج نہیں رہی' وہ ایک عبقری فقیہہ' ایک عظیم محدث' مفسر' مصلح' منفرد شاعر' ادیب' مقرر' ریاضی داں اور علوم جدیدہ و قدیمہ کے ماہر کی حیثیت سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں' غرض یہ کہ تمام اصناف علم و فن اور شعر و سخن میں ان کی استادانہ صلاحیت مسلم ہے۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

لیکن بایں ہمہ علم و فضل' ان کا صحیح تعارف سید عالم' جان جانان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ ان کی کمال درجہ کی محبت' شیفتگی اور وارفتگی ہے۔

عشق سرکار دو عالم زیست کا جس کی نظام
ایک ہی جس کا مشن تھا' ایک ہی جس کا پیام

یہی ان کی زندگی تھی' یہی ان کا مشن تھا یہی ان کا پیغام' کشور علم و ادب کی خسروی بھی اسی جذبہ عشق صادق کی مرہون منت ہے۔ عشق مصطفیٰ کے فیضان نے ان کو علم و حکمت کے وہ رموز گرانمایہ عطا کئے جو کسی استاذ سے حاصل نہیں ہو سکتے تھے۔ محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان نظر نے ان کو شہریار علم و حکمت بنا دیا' عشق کامل کی تابانیوں نے ان کی فکر و نظر کو وہ دانش نورانی اور دانش برہانی عطا کی جس سے علم و حکمت کے وہ بے شمار اسرار و موز ان پر منکشف کر دیئے کہ دنیا حیرت زدہ رہ گئی۔

ان کے استحضار علمی' وسعت مطالعہ' قوت تخیل و تخلیق' سرعت تحریر فصاحت و بلاغت' فکر و نظر کی گہرائی و گیرائی کا بہترین نمونہ متنوع مضوعات پر ان کی ایک ہزار سے زیادہ تصانیف ہیں۔

انہوں نے جدید تحقیق کے مطابق ستر (۷۰) سے زائد علوم و فنون اور موضوعات سخن پر قلم اٹھایا ہے اور ہر موضوع پر ایک یادگار تحریر چھوڑی ہے۔ انہوں نے سیاسی و معاشرتی محاذ پر بھی مسلمانوں کی گرانقدر رہنمائی کا فریضہ انجام دیا ہے۔

وہ جب مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے سیاسی معاشی اور معاشرتی معاملات پر زبان کھولتے ہیں تو ایک عظیم مدبر کی حیثیت سے تاریخ و سیر کے تمام وسائل سے مستفیض ہوتے ہوئے نقد و نظر کے ساتھ مسائل کا حل پیش کرنے کے ساتھ ساتھ مستقبل کی پیش بینی بھی کرتے ہیں وہ ایک نباض حکیم کی طرح زمانے کی تمام حالتوں' ماضی حال' مستقبل کی نبض پر ہاتھ رکھتے ہیں اور اس کی رفتار کے مطابق علاج تجویز کرتے ہیں۔

ان کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ وہ ہر فیصلہ فراست ایمانی کی روشنی میں صادر فرماتے ہیں۔ انہوں نے مسلمانان برصغیر جنوبی ایشیاء کو اس وقت ہندو و نصاریٰ گٹھ جوڑ اور مسلمانوں کے خلاف ان کی سازشوں سے آگاہ کیا جب مسلمانوں کے ثقہ قسم کے لیڈران تاج برطانیہ کو "ظل الٰہی" اور ان کی غلامی کو "نعمت الٰہی" ثابت کرتے پھر رہے تھے۔ پھر زیرک و بصیر امام نے ہند و مسلم الگ قوم کا نعرہ اس وقت لگا کر مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگایا، جب بڑے بڑے لیڈران حتیٰ کہ جبہ و دستار کے پہننے والے، اکھنڈ بھارت اور "سوراج" کے عظیم داعی اور سخت متعصب ہندو لیڈر گاندھی کو "خاتم الاولیاء" مان کر اپنے کندھوں پر بٹھا رہے تھے اور منبر رسول کے تقدس کو اس کے ناپاک قدموں سے پامال کر رہے تھے۔ امام احمد رضا درحقیقت قوم مسلم کے عظیم محسن ہیں۔ ان کا علمی و فکری سرمایہ ایک گراں بہا خزانہ اور آئندہ نسلوں کی امانت ہے۔ موجودہ دگرگوں حالات و واقعات میں س نابغہ روزگار امام کے فکر و نظر سے استفادہ عالم اسلام نصوصا مسلمانان پاکستان کے استحکام و ترقی اور ان کی تقویت کا عث ہو گا۔

اس عظیم محسن ملت اور نباض قوم کی شخصیت و کردار اور اس کے علمی و فکری سرمایہ سے آئندہ نسلوں خصوصا علماء و محققین اور اصحاب فکر و فن کو روشناس کرانے کے لئے مولانا ید محمد ریاست علی قادری رحمت اللہ علیہ کی انتھک کاوشوں سے ۱۹۸۰ء میں کراچی میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کا قیام ل میں آیا۔ سید صاحب اس کے بانی و تاحیات صدر تھے۔

اس ادارہ کے زیر اہتمام ہر سال کراچی میں امام احمد رضا انفرنس منعقد کرنے کا سلسلہ شروع ہوا جو بحمد اللہ آج بھی جاری و ساری ہے۔ اس موقع پر ایک تحقیقی سالنامہ بعنوان "معارف رضا" کا اجراء بھی کیا گیا جس میں منفرد و متنوع عنوانات پر مضامین شائع کیے جاتے ہیں۔

کراچی کے ساتھ ساتھ اسلام آباد میں سالانہ "امام احمد رضا کانفرنس" کا سلسلہ ۱۹۸۶ء میں شروع ہوا۔ ۱۹۸۸ء میں جب مرحوم سید ریاست علی قادری اپنی ملازمت کے سلسلے میں اسلام آباد منتقل ہوئے تو انہوں نے یہاں "ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا اسلام آباد شاخ" قائم کی۔ سید صاحب قبلہ اس کی خود نگرانی فرماتے رہے۔ آپ کے بعد محترم پیرزادہ سید محمد طاہر مظہری مجددی نے اس کی نظامت کی ذمہ داری سنبھالیں، مگر اپنی ذاتی مصروفیات کے سبب جلد ہی اس سے سبکدوشی اختیار کر لی اور اب محترم محمد خان افسر خان القادری کی پر خلوص نظامت میں یہ شاخ اپنی کارکردگی میں مسلسل اضافہ کر رہی ہے۔ ۱۹۸۸ء سے آج تک اس شاخ کی کارکردگی حسب ذیل ہے۔

☆ سالانہ امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد (۱۹۸۶ء تا ۱۹۹۵ء)

☆ جبکہ ۱۹۹۱ء میں اسلام آباد میں بین الاقوامی امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔

☆ پاکستان ٹیلیوژن سے امام احمد رضا کی گراں قدر تصنیف فقہ حنفی کا انسائیکلوپیڈیا "فتاویٰ رضویہ" پر مجلس مذاکرہ نشر ہوا جس کا سہرا اس شاخ کے سر ہے۔

☆ قومی اسمبلی پاکستان کی لائبریری میں امام احمد رضا کی تقریباً سو کتابوں کا عطیہ پیش کیا گیا جس کے لئے ایک خصوصی تقریب منعقد کی گئی۔

☆ اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کی لائبریری کو امام احمد رضا کی کتب کا ایک تحفہ پیش کیا گیا۔ جس کے لئے ایک باوقار

تقریب تفویض کتب امام احمد رضا برائے اسلامی نظریاتی کونسل آف پاکستان منعقد کی گئی۔ جس کی صدارت اس وقت کے چیئرمین مولانا کوثر نیازی نے کی۔

اس کے علاوہ اس شاخ نے محققین اسکالر سے قلمی روابط استوار کرنے اور اس کو وسعت دینے میں بھی امید افزا کاوشیں کی ہیں۔

سید ریاست علی قادری (م ۱۹۹۲ء) نے جس درخت کی داغ بیل ڈالی تھی وہ آج ایک تناور اور پھلدار درخت کی شکل اختیار کر چکا ہے اور نہایت جانفشانی سے اپنے اہداف کے حصول میں مصروف کار ہے۔

"امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۵ء اسلام آباد" کا انعقاد بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

ہر سال کانفرنس کے انعقاد کے موقع پر مرکز و شاخ کا مشترکہ مجلّہ شائع ہوتا رہا ہے لیکن اس کانفرنس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس موقع پر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا اسلام آباد شاخ پہلی مرتبہ ایک خوبصورت و یادگار مجلّہ علیحدہ شائع کر رہی ہے۔ جو مفکرین و معززین' علماء و اسکالر اور اہم قومی و بین الاقوامی شخصیات کے گراں قدر پیغامات و نگارشات نیز مختلف اہم قومی و تجارتی اداروں اور بنکوں کے اشتہارات سے مزین ہے۔ یہ اسلام آباد شاخ کی منفرد کاوش ہے' جو بلاشبہ آپ تمام محبین و مخلصین کی پر خلوص توجہ اور راہنمائی نیز عطیات و اشتہارات کے وجہ سے حوصلہ افزائی کے ذریعے ہی ممکن ہو سکی ہے۔ ناسپاسی ہو گی اگر ہم اپنے ان خصوصی کرم فرماؤں' مخلصین و محبین کے شکر گزار نہ ہوں جنھوں نے اپنی انتھک محنت اور ذاتی توجہ اور پرخلوص جذبات کے ساتھ اس کانفرنس کے انعقاد کو ممکن بنانے میں ہماری اعانت فرمائی۔ خصوصا محترم حافظ محمد تقی صاحب (ام۔ان۔اے) محترم کے۔ایم زاہد صاحب' محترم مشکور حسین قادری صاحب' میاں جمشید قصوری صاحب' محترم سرفراز قادری صاحب' محترم محمد عابد صاحب' مکرم مقصود احمد صاحب' محترم ساجد قادری صاحب' محترم حافظ محمد آصف قادری صاحب' محترم حافظ محمد عارف قادری صاحب' محترم خالد شیر خاں صاحب' وائس پریذیڈنٹ حبیب بینک سی۔ڈی۔اے برانچ اسلام آباد' محترم محمد عمران شیخ صاحب و دیگر محبین' مخلصین جنھوں نے دامے درمے سخنے قلمے ہماری ہر طرح حوصلہ افزائی فرمائی اور اس کانفرنس کے انعقاد کو ممکن بنایا۔ بلاشبہ مخلص نوجوان محترم محمد خان افسر خاں القادری' ناظم ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا اسلام آباد شاخ' ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں ۔ وہ ادارہ کی اسلام آباد شاخ کی نظامت کا فریضہ با حسن انجام دیتے ہوئے شاخ کی کارکردگی میں مسلسل اضافہ کر رہے ہیں اور آج کی اس کانفرنس کے انعقاد میں بھی ان کی شبانہ روز کاوشیں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی جدوجہد کو مزید وسعت و خلوص عطا کرے اور ہر میدان میں انہیں شاد کام کرے آمین !

ادارہ کے مرکزی مجلس عاملہ کے اراکین اپنے تمام کرم فرماؤں اور مخلص کارکنان خصوصا اقبال احمد اختر القادری و سید محمد خالد القادری وغیرھم کے شکرگزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ فکر رضا عام کرنے میں ان کی مساعی کو قبولیت کا درجہ عطا فرمائے۔ آمین !

والحمد للہ رب العلمین و صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ وصحبہ اجمعین !

فرمانِ الٰہی

وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَةِ

اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ ڈالو

البقرہ ۱۹۵

حدیثِ نبوی

کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ

ہر نشہ آور چیز حرام ہے

(صحیح مسلم)

SENATE OF PAKISTAN
CHAIRMAN

Islamabad, the ______________ 19

پیغام

مجھے یہ جان کر دلی مسرت ہوئی کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا حسب روایت امسال بھی احمد رضا خان کانفرنس کا انعقاد کر رہا ہے جس میں دنیا بھر سے اہل علم و دانش شرکت کر رہے ہیں۔

امام احمد رضا خان ایک ایسی نابغہ روزگار شخصیت ہیں جنہوں نے تقریباً ایک صدی قبل مسلمان برصغیر کے لئے خصوصاً اور پورے عالم اسلام کے لئے عموماً ایک فکری انقلاب برپا کیا۔ انہوں نے اپنی تصانیف، تالیفات اور تبلیغی عمل کے ذریعے شکست خوردہ اور مایوسی و ناامیدی کی شکار ملت اسلامیہ کو ایک ولولہ تازہ دیا اور حب سرور کونین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایمان و ایقان کی بنیاد قرار دیتے ہوئے روحانیت کی نئی کیفیتوں سے ہمکنار کیا۔ اسلام کی آفاقیت، باہمی اتحاد و ہم آہنگی، خالق کائنات کی بندگی اور محبوب خالق ارض و سما صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ان کی تعلیمات کا مرکزی نقطہ رہے۔ انہوں نے علمی اور فکری میدان میں دو قومی نظریے کو تقویت دی اور مسلمانان برصغیر کے لئے علیحدہ مملکت کے تصور کو جلا بخشی۔

میں سمجھتا ہوں کہ امام احمد رضا خان کی تعلیمات، ان کی شخصیت، ان کا کردار ہمارے لئے آج بھی مشعل راہ ہیں اور ان کی پیروی میں ہی ہمارے گوناں گوں مسائل کا حل مضمر ہے۔

وسیم سجاد

وسیم سجاد

DEPUTY CHAIRMAN
SENATE OF PAKISTAN,
ISLAMABAD.

پیغام

مجھے یہ جان کر انتہائی خوشی ہوئی ہے کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا صاحب حسب سابق اس سال بھی برصغیر پاک و ہند اور عالم اسلام کی ایک مستند اور نابغہ روزگار شخصیت اعلی حضرت امام احمد رضا خان کو خراج تحسین پیش کرنے کی غرض سے امام احد رضا کانفرنس کا انعقاد کر رہا ہے۔ جس میں دنیا بھر سے محقق، مفکر، دانشور، علمائے عظام اور بزرگان دین کی شرکت متوقع ہے۔

امام احمد رضا خان ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے۔ وہ علوم اسلامی کے ایک ایسے بحر بیکراں تھے جو تمام عمر سنت رسول کی ترویج اشاعت میں مصروف رہے۔ انہوں نے تقریباً ستر علوم و فنون پر ایک ہزار سے زیادہ کتابیں لکھیں، انکی تمام تصانیف کا معیار عمومی طور پر اتنا بلند ہے، کہ ان سے صرف اہل علم ہی استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی تعلیمات کو عوام تک پہنچانے کے لئے ان کی کتب کا آسان اور عام فہم زبان میں ترجمہ کر کے عوام الناس تک پہنچانے کا بندوبست کرنے کی اشد ضرورت ہے اور میرے خیال میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا سے بہتر اور کوئی ادارہ یہ فریضہ سرانجام نہیں دے سکتا۔ میری دعا ہے کہ یہ ادارہ امام احمد رضا خان کی تعلیمات کو متعارف کرانے اور ان کے مشن کو جاری و ساری رکھنے کے سلسلے میں جس تندہی اور خلوص سے کام کر رہا ہے خداوند کریم ان میں اس کو کامیاب فرمائے اور ادارے میں کوششوں کو شرف قبول بخشے۔

(میر عبدالجبار)

۲۸ ستمبر ۱۹۹۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وزیر تعلیم۔ حکومت پاکستان اسلام آباد
MINISTER FOR EDUCATION, GOVERNMENT OF PAKISTAN, ISLAMABAD

No.3(4)/DDP/95 — 12 جون 1995ء

پیغام

امام احمد رضا کانفرنس منعقدہ 15، جولائی 1995ء
کے موقع پر وفاقی وزیر تعلیم کے پیغام کا مسودہ ۔

محترمی !

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ،

مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا خان اعلیٰ حضرت مولانا حافظ قاری محدث، فقیہ امام احمد رضا خان کی یاد تازہ کرنے کے لیے سالانہ کانفرنس کا انعقاد کر رہا ہے ۔ جو ایک نہایت ہی احسن اقدام ہے ۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان برصغیر پاک و ہند کی ایک بہت بڑی قد آور شخصیت تھے۔ جنہوں نے مسلمانان برصغیر کی راست سمت کی جانب اس وقت قیادت کی جب مسلمانوں پر ہر طرف سے دشمنان اسلام زبان طعن دراز کیے ہوئے تھے ۔ آپ نے ایسے لوگوں کو اخلاق محمدی اور تعلیمات مصطفوی کی روشنی میں للکارا ۔ اور حب مصطفےٰ کا علم اس قدر بلند کیا کہ برصغیر کے گوشے گوشے سے ــــــ

مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

کی صدائے دل آویز آنے لگی ۔

آپ نے ہر اس تحریک کو علمی اور قلمی زور سے دبا دیا جو مسلمانان برصغیر کے مفادات کے خلاف تھی ۔ علاوہ ازیں ان کا سب سے عظیم کارنامہ مسلمانوں میں عشق مصطفےٰ کی بدولت باہمی اتحاد، رواداری اور محبت کا درس تھا۔

مجھے امید ہے کہ مجوزہ کانفرنس میں اتحاد بین المسلمین کے فروغ کے لیے از حد کوشش کی جائے گی ۔ یہی وقت کا تقاضا ہے ۔

والسلام

(سید خورشید احمد شاہ)
وفاقی وزیر تعلیم و انچارج وزارت
مذہبی امور

Telephone: 22020 - 21392, Cables: Education, Telex: 5591 UGCPK

حکیم محمد سعید
HAKIM MOHAMMED SAID
HAMDARD HOUSE
KARACHI-74800
(Pakistan)

Karachi Clinic: 215908, Office: 6616001-4, Residence: 4940657
Telex: 24529 HAMD PK, Telefax: (92-21) 6641766
Lahore: Clinic 7237729
Rawalpindi: Clinic 566716
Peshawar: Clinic 274186

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۷۔ ذی الحج ۱۴۱۵ ہجری
17۔ مئی 1995 عیسوی

انسان نے بہ حیثیتِ مجموعی قُدرتِ فیّاض کے عطا کردہ دماغ اور اِس دماغ کی لامحدود توانائیوں کو اور لاتعداد خلیاتی نشیب و فراز کو اور مد و جزر کی اَن گنت گہرائیوں اور گیرائیوں کو زیادہ سے زیادہ دس فیصد استعمال کیا ہے۔ بہ ایں ہمہ بے چارگی جو انسان سے دس فیصد سے ذرا آگے قدم زن ہوئے ہیں تفکر و تدبر کی طاقتوں نے ان کو آسمانِ شہرت پر شمس و قمر بنا کر چمکا دیا ہے۔ یہ وہ انسان ہیں کہ جو انکشافاتِ ماضی اور اکتشافاتِ عصری سے فیض یاب ہو کر چاند پر جا بیٹھے ہیں اور سیارہ ہائے دُرخشاں پر کمندیں ڈال رہے ہیں۔ ہاں یہ وہ انسان ہیں کہ قدرت کی فیاضیوں سے سرشار ہو کر انہوں نے علم و حکمت کے میدانوں کو سر کیا ہے اور علم و فنون کو راحتِ دین و دُنیا کا ذریعہ بنایا ہے۔ ایسے انسانوں میں عالی مرتبت امام احمد رضاؒ کا بھی شمار ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا اتباع کرتے تھے اور اللہ ان سے محبت کرتا تھا۔ ان پر مہربان تھا کہ وہ فکر و نظر کی بلندیوں کے ساتھ اور علم و حکمت کی دانائیوں کے ساتھ اور علوم و فنون کی عظمتوں کے ساتھ اور خلوص کی رفعتوں کے ساتھ اس کُرہ ارض کو بہ توفیق الٰہی راحت کدہ بنادیں اور انسان کو فیض انسان اور انسانیت کو دُرخشاں۔

حکیم محمد سعید

بگرامی خدمت جناب محترم مولانا وجاہت رسول قادری صاحب
صدر ادارہ تحقیق امام احمد رضا،
نمبر ۲۵، دوسری منزل، جاپان مینشن،
پوسٹ بکس نمبر ۴۸۹، ریگل صدر،
کراچی۔ ۷۴۴۰۰

No.M-4/95-314

Vice - Chancellor

University of Karachi,
Karachi.

May 17, 1995

MESSAGE

I knew with pleasure that as a regular feature Idara-e-Tahqeeqat-e-Imam Ahmed Raza is organizing a Conference under caption, ***"IMAM AHMED RAZA CONFERENCE - 1995"*** scheduled to be held on 15th July, 1995 at Holiday Inn Crown, Karachi to commemmorate Imam Ahmed Raza Khan, Al-Afghani, Al-Hindi, the great Scholar, Saint, Faqih, Intellectual of 19th/20th Century and writer of over 1000 books on more than 70 subjects of Islamic Teachings and new and old sciences.

The scholars gathering on the occasion will revive his service and contributions which he made for strengthening the foundation of Islam in the subcontinent. I hope that the conference will be organized in a befitting manner.

I wish the organizers a success in their endeavours.

Abdul Wahab

(PROF. DR. ABDUL WAHAB)
Vice-Chancellor

Abdul Hameed Memon
T.I.
Vice-Chancellor

Tele: Off : 0792-51719
Res : 0792-51914
Hyd : 0221-863100

SHAH ABDUL LATIF
UNIVERSITY
KHAIRPUR

پیغام

مجھے یہ جان کر دلی مسرت ہوئی ہے کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا اپنی سابقہ روایات کے مطابق اس سال بھی امام احمد رضا کانفرنس منعقد کر رہا ہے۔ جس میں ملکی اور بیرونی اسکالرز، محقق، دانشور اور علماء حضرات شرکت کر رہے ہیں۔

حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے ایک عظیم مفسر، فقیہہ، شاعر، عالم اور حق گو تھے۔ آپ کو عربی، فارسی اور دیگر زبانوں و علوم پر دسترس حاصل تھی۔ بزرگانِ دین، فقہائے اسلام اور علمائے ملت کی یاد میں اس قسم کی شاندار کانفرنس کا انعقاد فائدہ سے خالی نہیں ہوگا اور اس میں شرکت کرنے والے ان کی علمی و ادبی جواہر سے مستفیض ہونگے۔

مجھے امید ہے کہ اس کانفرنس امام احمد رضا کی زندگی اور کارناموں پر مکمل روشنی ڈالی جائے گی۔ کانفرنس کے انعقاد پر میں ادارۂ تحقیقات کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے، آمین۔

ع حمید

پروفیسر عبدالحمید میمن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Islamic Research Institute
International Islamic University
P.O. Box 1035, Faisal Masjid, Islamabad–Pakistan

CABLE: ISLAMSERCH
PHONE: 850751-5

Ref. No.________ Date: 17-6-95

واجب الاحترام جناب وجاہت رسول قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

" امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۵ء " کے سلسلے میں آپکا خط
موصول ہوا۔ امام اہلسنت مجدد ملت الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ
کی شخصیت ایک مظلوم شخصیت ہے بایں معنی کہ مخالفانہ پراپیگنڈے
کی وجہ سے انکی اعلیٰ علمی روحانی اور مجددانہ حیثیت پر ایسے
پردے ڈالے گئے کہ ہر وقت ان کے عظیم ترین کارناموں سے
آگاہی حاصل نہ کی جاسکی۔

آج سے کچھ سال قبل اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض مقبول بندوں
کو توفیق بخشی کہ انہوں نے پر جوش طریقے اعلیٰ حضرت کی شخصیت
پر منفی اثرات کے غلاف اٹھانے شروع کئے اور رب ذوالجلال نے
ایسی مقبولیت اور برکت عطا فرمائی کہ دیکھتے ہی دیکھتے ایک دنیا
معرفت والا کی گرویدہ ہوگئی۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے بانیان
کارکنان اور متعلقان کو اللہ تعالیٰ جزائے کثیر عطا فرمائے کہ وہ صدق و صفا
کے ساتھ اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اگر میرے چند طالبعلمانہ کلمات
اس تحریک میں کام دے سکیں تو میرے لئے سعادت ہوگی

والسلام

([illegible])

National Nematological Research Centre

M.A. MAQBOOL
M.Sc. (Agri.) Ph.D.
DIRECTOR

UNIVERSITY OF KARACHI
KARACHI-75270, PAKISTAN

Phones : 4969019 - 479001/2275
Res : 623387
Fax : (92-21) 4963373 & 4963124

May 29, 1995

MESSAGE

It is hearting to know that "IDARA-I-TAHQEEQAT-E-IMAM AHMAD RAZA" is organizing a conference to commemorate the contribution and the achievements of the multi dimensional personality of Islam of the 19th century Alla Hazrat Imam Ahmad Khan Al-Afghani Al-Hindi, the great lover of prophet Muhammad (May Peace be upon him), great scholar, poet, great thinker of Islam, saint and Faqih. His preachings for Islam in the light of Quran and Sunnat played a great role in uniting the Muslims of the sub continent in those time and provided motivation for the great struggle of freedom movement.

As a writer of over 1000 books on morethan 70 subjects of Islamic teachings and new old sciences, Imam Saheb stands on a very high intellectual level with dynamic personality, amongst the Islamic scholars of the 19th century.

I extend my special congratulation to Saheb Zada Wajahat Rasool Qadri and Prof. Dr. Majeed Ullah Qadri and their colleagues for making untiring efforts in organizing this great conference.

On this happy and spiritual occassion, I pray to Almighty Allah for the great success of this conference so as to continue the mission of Alla-Hazrat, which is an absolute need under the present circumstances in the Muslim World.

(DR. M.A. MAQBOOL)
Director

MOHAMMAD FAROGHUL QUADRI
SUNNI RAZVI SOCIETY INT'L
P.O. BOX 56736
CHATSWORTH, DURBAN 4030
TEL: 433722
REPUBLIC OF SOUTH AFRICA

مولانا محمد فروغ القادری
المدير العام لجمعية السنية الرضوية العالمية
ڈربن - جنوبی افریقیا

پیغام برائے اشاعت "معارف رضا ۹۵ء" کراچی پاکستان

مجھے یہ جان کر صد درجہ خوشی ہے کہ "ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی" کے اراکین و منتظمین گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی کراچی اور اسلام آباد میں "امام احمد رضا کانفرنس" منعقد کر رہے ہیں۔ جسکے لئے انہوں نے عالمی طور پر ارباب علم و دانش اور طرز نگار اسکالرس حضرات کو مدعو کیا ہے۔ مذکورہ کانفرنس اپنی لفظی و معنوی خوبیوں سے بلا شبہ مکمل ہے اور شائقین علم و فن کیلئے جو سرچشمہ علم کا درجہ رکھتی ہے۔ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس اللہ سرہ کے معاصرین اور دیکھنے والوں نے ان جیسا نہیں دیکھا اور نہ انہوں نے خود اپنی بھی نظیر دیکھی۔ اللہ جل شانہ نے انہیں جو قوت حافظہ اور قوت ادراک و استحضار عطا فرمائی تھی اسکی وساطت سے انہوں نے تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، علم کلام، علم توقیت، علم جفر، لغت و نحو، معانی و بیان، علم رجال، سیر و آثار علاوہ ازیں دیگر پچاس علوم و فنون پر انہوں نے مہارت تامہ اور کمال عبور حاصل کر لیا تھا۔ ماخذ و مواد کی جتنی بھی کتابیں اس وقت موجود تھیں سب کا انہوں نے بالاستیعاب مطالعہ فرمایا اور تمام مباحث انکے معانی و مفاہیم کو اپنے قوی اور امانتدار حافظہ میں محفوظ کر لیا۔ امام احمد رضا کی ہر تصنیف کے ناظر پر یہ اثر پڑتا ہے کہ اس کتاب کا مصنف مقاصد شریعت اور روح دین کا رازداں ہے۔ انکی کتابوں میں زندگی نظر آتی ہے جیسے یہ کتابیں کسی الگ تھلگ حجرے میں نہیں بلکہ میدان زندگی کے میدان اور عوام کے بیچ لکھی گئی ہوں۔ ان کی صرف ایک کتاب اکثر ایک کتب خانہ کا قائم مقام بن جاتی ہے۔ انہوں نے بہت سے قدیم مواد کو محفوظ کر لیا اور بہت سی آراء و افکار کو اپنی کتابوں میں نقل کر کے ضائع ہونے سے بچا لیا۔ امام احمد رضا نے اپنی معروف، پر از حوادث اور تلاطم خیز زندگی میں تصنیفات و تحقیقات اور علمی و فنی آثار کا ایک ایسا ذخیرہ چھوڑا ہے جو اہل علم کی پوری جماعت کیلئے سرمایۂ افتخار بن سکتا ہے۔ وہ بجا طور پر ایک نئے عہد کے بانی اور ایک عہد آفریں شخصیت کے مالک کہے جا سکتے ہیں۔ علم و فن کے ہر میدان میں امام احمد رضا منفرد بلکہ اکثر جہان جدید نظر آتے ہیں۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ پچاس سال سے زائد ہو گئے دنیا بھر کے محققین رضویات پر تحقیق کر رہے ہیں مگر پھر بھی امام احمد رضا ان کی دسترس سے باہر ہیں۔ امام احمد رضا قدس اللہ سرہ کے یہاں انکی تحریروں کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ متقدمین فقہاء و مفسرین نے جن باتوں کی وضاحت دو چند صفحات میں کی ہیں امام احمد رضا اسے دو چند سطور میں بیان فرماتے ہیں اور اس پر تعجب یہ ہے کہ وہ اپنے منفرد لب و لہجے میں متقدمین کے اقوال سے ذرہ برابر انحراف بھی نہیں کرتے۔ علاوہ بریں آپکا حسن انشاء اور شوخی بیان کا دبدبہ محسوس ہے۔ اور پھر یہ سب کچھ ایسی سہل ممتنع زبان میں ہوا ہے کہ اس کا جواب نہیں۔ میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے تمامی عہدہ داران و اراکین کو "امام احمد رضا کانفرنس" کے انعقاد پر تہہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

والسلام — خلوص کیش

محمد فروغ القادری، ایم اے
ڈائرکٹر سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل، ڈربن
ساؤتھ افریقہ

12 . 6 . 95

Phone : 442289

SEERAT ACADEMY BALOCHISTAN

(REGISTERED)

272 A-O Block III,
Satellite Town,
QUETTA

Ref. No. SAB — 21

Dated ۲۶ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ / ۲۵ جون ۱۹۹۵ء

مکرمی و محترمی جناب سید وجاہت رسول قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ جان کر دلی مسرت حاصل ہوئی کہ ادارہ تحقیقاتِ امام رضا (رجسٹرڈ) کراچی اپنی درخشندہ روایت کو قائم رکھتے ہوئے اس سال بھی امام احمد رضا کانفرنس منعقد کر رہا ہے۔

حقیقتاً جب امام احمد رضا بریلوی کی زبان سید البشر، امام الانبیاء، شفیع المذنبین اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور ثنا کے لیے وا ہوئی تو بے مثال سلامِ رضا جس کا مطلع ہے :

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

صفحۂ قرطاس پر رقم ہوا۔ اس کا ہر شعر خلوص و عقیدت اور عشق و محبت میں ڈوبا ہوا ہے۔ یہ برجستہ و برمحل الفاظ و معانی کا ایسا حسین و جمیل گلدستہ ہے۔ جس کی خوشبو اقصائے عالم میں پھیل چکی ہے۔

"سلامِ رضا" سے واشگاف ہوتا ہے کہ اس کے تخلیق کار کا دل عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبا ہوا تو ہے ہی حبِ اہلِ بیت و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم پھر آئمہ مجتہدین اور اولیا کے کاملین خاص کر سیدنا غوث اعظم سے معمور ہے۔ اسی لیے آپ کی درخواست انفرادی یا ذاتی نہیں بلکہ جماعتی اور اجتماعی ہے۔ کہتے ہیں ؎

ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

بارگاہِ خداوندی میں استدعا ہے کہ باری تعالیٰ ہمیں احکاماتِ ربی اور اسوۂ حسنہ کو پوری طرح اپنانے کی توفیق دے۔ آمین

والسلام
مخلص
محمد انعام الحق کوثر
(پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر)

امام احمد رضا اور مسلک جمہور

علامہ ابوالحسن زید فاروقی (دہلی)

اس میں قطعاً کلام نہیں ہے کہ علامہ اجل مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی مایہ ناز عالم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر ابواب علوم کھول دیئے تھے۔ مولانا مصباحی (مولانا یٰسین اختر مصباحی اپنی کتاب امام احمد رضا اور رد بدعات (منکرات) اور سید ریاست علی صاحب نے مولانا محمد مسعود احمد صاحب کی کتاب "دائرہ معارف امام احمد رضا" کے شخہائے گفتنی میں لکھا ہے کہ جناب مولانا (احمد رضا خاں صاحب) نے پچاس علوم و فنون میں تصانیف و شرح اور حواشی لکھے ہیں۔

مولانا سید عبد الحیٔ صاحب نے "نزہتہ الخواطر" کی آٹھویں جلد میں لکھا ہے۔ (ترجمہ) آپ نے اپنے والد ماجد سے علم حاصل کیا اور ایک زمانے تک ان سے وابستہ رہے۔ یہاں تک علم میں مہارت حاصل کرلی اور فنون کثیرہ میں خاص کر فقہ اور اصول میں اپنے اقران سے فائق ہوئے۔

مولانا مفتی محمد مظہراللہ صاحب پیش امام جامع مسجد فتح پوری دہلی نے عاجز سے بیان کیا میں نے اضحیہ کے متعلق مولانا احمد رضا خاں صاحب سے کچھ دریافت کیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے مفصل جواب تحریر کیا۔ آپ نے بھیڑ کی اتنی قسموں کا بیان کیا کہ میں متعجب رہ گیا۔ (مفتی صاحب نے تعداد بتائی لیکن عاجز بھول گیا ہے۔) میں نے اس تحریر کو حفاظت سے رکھا تھا۔ ایک دن میں اس کو دیکھ رہا تھا کہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب تشریف لے آئے اور اس تحریر کا مطالعہ کیا اور مجھ سے کہا "اس میں کلام نہیں کہ مولانا احمد رضا خان صاحب کا علم بہت وسیع تھا۔"

مولانا سید محمد میاں صاحب شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ دہلی احیانا اس عاجز کے پاس تشریف لاتے تھے۔ ایک دن انھوں نے فرمایا۔

"مولانا احمد رضا خاں صاحب کے فتاویٰ کے بعض اجزاء چھپ گئے ہیں اگر وہ اجزاء آپ کو دستیاب ہو جائیں تو میرے واسطے لے لیں" عاجز نے ان سے استفسار کیا۔ آپ کیوں لینا چاہتے ہیں؟ فرمایا "ان کے فتاویٰ میں کتابوں کے حوالے بہ کثرت ہوتے ہیں۔"

ابن العم المحترم حضرت محمد ابو سعید مجددی کے ساتھ چار شنبہ یکم محرم ۱۴۰۰ھ ۲۱ نومبر ۱۹۷۹ء کو حیدر آباد دکن جانا ہوا۔ وہاں مولانا عزیز اللہ بیگ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ وہ ان دنوں فاضل بریلوی کی کتاب **"جدالمختار علی ردالمحتار"** کا پہلا حصہ طبع کر رہے تھے۔ انھوں نے چار اوراق عاجز کو دکھائے۔ ان اوراق کو دیکھ کر فاضل بریلوی کے غزارت علم کا کچھ پتہ چلا۔ علامہ شامی نے اگر کسی ایک کتاب کا حوالہ دیا ہے تو علامہ بریلوی نے مزید چند کتابوں کے نام درج کر دیئے ہیں۔ عاجز کو مولانا عزیز بیگ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فاضل بریلوی نے ایسی علمی کتابیں کثرت سے لکھی ہیں اور یہ سارا علمی خزانہ آج تک شائع نہیں ہو سکا ہے۔ مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی سے اکثر عاجز کی ملاقات ہوا کرتی تھی۔ ایک دن مفتی صاحب نے چند شعر ایک خاص کیفیت سے نعت شریف کے پڑھے' پھر فرمایا "یہ اشعار مولانا احمد رضا خاں صاحب کے ہیں نعت گوئی میں آپ کا بلند مقام ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے آپ کو کمالات سے بہرہ اندوز کیا' اور آپ نے مدۃ العمر مسلک جمہور کی تائید کی۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری نے ۱۹۳۷ء میں شمع توحید میں لکھا ہے "امرتسر میں مسلم آبادی' ہندو سکھ وغیرہ کے مساوی ہے' اسی (۸۰) سال قبل قریبا سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔"

جانشین امام غزالی علیہ الرحمۃ

ڈاکٹر نبی بخش بلوچ

(سابق ڈائریکٹر، ہجرہ کونسل آف پاکستان و سابق وزیر تعلیم حکومت سندھ)

صدر گرامی قدر محترم میر عبدالجبار خان صاحب (ڈپٹی چیئرمین سینٹ)

مفتی اعظم پاکستان مفتی ظفر علی نعمانی صاحب

صدر نشین ادارہ جناب سید وجاہت رسول قادری' سید شاہ تراب الحق قادری' پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب' جناب شمس الحسن صاحب' محمد شفیع قادری صاحب' پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب فضلاء عظام' معزز حاضرین کرام!

اسلام و علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ'

میں پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب اور سید وجاہت رسول قادری صاحب کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اپنی کرم نوازی اور مشفقانہ اصرار سے مجھے اس پروقار کانفرنس میں شریک ہونے کا شرف بخشا۔ بلکہ میں اپنے اوپر یہ ان کا احسان سمجھتا ہوں کیوں کہ اس شرکت سے مجھے یہ موقع ملا کہ اس اجلاس میں پیش کردہ خطبات و مقالات سے میں کچھ سیکھ سکوں۔ اور یقیناً آپ بھی ان فاضلانہ توجیہات سے متاثر و محظوظ ہوئے ہوں گے۔

حاضرین کرام! کانفرنس کے ممدوح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ۔ کی سوانح' مصنفات' افکار اور نظریات پر میرا مطالعہ محدود ہے۔ لٰہذا مہمان خصوصی کے طور پر میں کوئی ایسی تصریحات اور ایسے نکات بیان نہیں کرسکتا کہ جو آپ کے لئے نئے ہوں' یا جن سے آپ پہلے ہی سے مانوس نہ ہوں۔ مگر اس سمت میں کچھ کہنے سے پہلے میں اس ادارے کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا ملک کے ان گنے چنے اداروں میں سے ہے جو صحیح معنوں میں کام کررہے ہیں اس ادارے سے منسلک احباب سب کے سب پورے ذوق اور ولولہ سے تحقیقی و تعمیری کام میں مشغول ہیں۔ چودہ سال قبل مرحوم محمد ریاست علی قادری نے اس ادارے کی بنیاد ڈالی اور آبیاری کی اور بعد میں ان کے رفقاء نے ادارے کے عملی پروگراموں کو پروان چڑھایا جس کا ایک مظہر یہ سالانہ اجتماع و اجلاس ہیں۔ پاکستان میں تحقیقی و تعمیری ادارے کسمپرسی کی حالت میں کچھ مشکل سے ہی نبھا رہے ہیں۔ الا ماشاء اللہ وہ کہ جن کے منتظمین جذبہ صدق و صفا کے ساتھ ہمہ تن اپنے کام میں مشغول ہیں۔ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا ایک ایسا ہی ادارہ ہے۔ اس لئے جو حضرات اس ادارے کے روح رواں ہیں وہ ہم سب کی طرف سے شکرگزاری اور صد تعریف و تحسین کے سزاوار ہیں۔ اس موقعہ پر ان کو اپنے اور آپ کی طرف سے ان کی کامرانی اور خصوصا اس کانفرنس کی کامیابی پر مبارکباد کہتا ہوں۔

اس سلسلہ میں خاص طور پر شکرگزاری کے لائق ہیں فاضل محقق پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب جو کم و بیش پچھلے چوبیس سالوں سے علامہ احمد رضا خان کی شخصیت' دینی خدمات اور علمی

کارناموں کو اپنے زور قلم اور والہانہ جذبات سے متعارف کروا رہے ہیں۔ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب کی تحقیقات و تصنیفات سے علامہ موصوف سے متعلق بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوگیا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ علامہ بریلوی دین اسلام کے سلسلہ میں ایک مجتہد کا درج رکھتے تھے۔ حدیث شریف میں خاص درک و فہم پایا اور محدث بریلوی کے نام سے مشہور ہوئے۔ وہ اپنے وقت کے "فقیہ الاسلام" تھے جس کا بین ثبوت بارہ جلدوں پر مشتمل ان کی فتاوٰی ہیں جن کے متعلق علامہ اقبال نے فرمایا کہ ان کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر اعلیٰ اجتہادی صلاحیتوں سے بہرور تھے۔ وہ اپنے وقت کے بڑے فلسفی تھے، اور کلاسیکی فلسفہ پر تنقید کے اعتبار سے وہ گویا امام غزالی کے جانشین تھے۔ امام غزالی نے اپنی معرکتہ الارا تصنیف "تہافتہ الفلاسفہ" میں بیس فلسفیانہ مسائل پر بحث کی اور علامہ بریلوی اپنی کتاب "الکلمتہ الملہمہ" میں اکتیس مسائل زیر بحث لائے۔ فاضل شبیر احمد غوری صاحب نے اپنے ایک محققانہ مقالہ میں بجا طور پر "الکلمتہ الملہمہ" کو عہد حاضر کا "تہافتہ الفلاسفہ" قرار دیا ہے۔

زبان و ادب کے دائرے میں اردو کے علاوہ عربی، فارسی اور ہندی پر ان کو عبور تھا اور نثر و نظم پر پوری دسترس تھی۔ غزل آپ کے ملک سخن کی شاہی، ان کو مسلم تھی۔ تحریر، تالیف اور تصنیف میں علامہ موصوف یکتا تھے۔ ان کی تصنیفات حواشی و شروح کا اندازہ لگایا گیا ہے کہ ایک ہزار تک پہنچتی ہیں۔ پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب کی رائے میں ایک محتاط تحقیق کے مطابق ستر علوم و فنون پر آپ کی تحریریں دیکھی جاسکتی ہیں۔ اور اگر مزید تحقیق کی جائے تو یہ تعداد سو سے بھی زیادہ تجاوز کر جائے، کیوں کہ ابھی تک ان کی متعدد تصنیفات میں سے نصف سے بھی کم طبع ہو کر منظر عام پر آسکی ہیں۔

نتیجہ کے طور پر اس میں کوئی شک نہیں علامہ بریلوی کے معارف سے ان کا درجہ بحیثیت مفکر و محقق، مجتہد و مدبر کلی طور پر مسلم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ اپنے وقت کے علماء و فضلاء میں خاص طور پر اس وجہ سے منفرد تھے کہ انہوں نے مدارس کے علوم متداولہ کے علاوہ معاشیات، ریاضیات، نجوم و طبیعات کے مسائل میں بھی آگہی حاصل کی۔ ڈاکٹر محمد مسعود صاحب اور دوسرے فضلاء نے ممدوح کی اس فکری ماڈرنزم، (Modernism) پر توجہ دلائی ہے اور ان ماخذ کی نشاندہی کی ہے جن میں ان مسائل کا ذکر ہے۔ آج سے بیاسی (۸۲) سال قبل سنہ ۱۳۳۱ھ میں ان کا رسالہ "تدبیر فلاح و نجات و اصلاح" کلکتہ سے چھپا جس میں معاشی نکات (Economic guidelines) موجود ہیں۔

علوم ریاضی میں، مسلمان ریاضی دانوں کے کمالات کی ایک تاریخ ہے۔ جو الجبر و المقابلہ، لوگارثم وغیرہ کی ایجادات سے شروع ہوتی ہے۔ برصغیر سندھ و ہند میں مسلمان ریاضی دانوں کی مساعی و کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ بریلوی آخری ریاضی دان تھے کہ جن پر اس برصغیر میں مسلمان ریاضی دانوں کی تاریخ ختم ہو گئی۔ علم نجوم کی تاریخ کے مطالعے سے بھی یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ برصغیر میں ریاضی میں خاص طور پر اقلیدس کی جیومیٹری اور نجوم میں جدوال ہیئتی (زیجات) کا مطالعہ پانچویں صدی ہجری میں البیرونی کی تحقیقات سے شروع ہوا اور علامہ بریلوی کی باقیات صالحات پر ختم ہوا۔ البیرونی نے سب سے پہلے اس برصغیر میں اقلیدس کے مطالعے کی بنا ڈالی۔ وہ لکھتے ہیں کہ ہندو ریاضی دانوں کو اقلیدس کا علم نہیں اور میں چاہتا ہوں کہ وہ یہ علم حاصل کریں۔ مگر وہ کچھ سیکھتے ہیں تو منظوم فنون سے ہی سیکھتے ہیں۔ لہٰذا میں ان کے لئے اقلیدس کو سنسکرت میں منظوم کر

رہا ہوں۔ بعد میں برصغیر میں مسلمانوں مہندسوں نے اس علم میں کمال حاصل کیا۔ البتہ حکومت کے زوال سے ان کے علوم میں بھی زوال آیا۔ تاہم علامہ بریلوی کی "تحریر اقلیدس" زوال کے اس دھندلے ماحول میں روشنی کی کرنیں معلوم ہوتی ہے۔

ہندوؤں کے علم نجوم کا مطالعہ سندھ کے عرب اسلامی دور میں ہوا۔ جب سنہ ۱۱۷ ہجری میں مرکزی شہر منصورہ میں منجم برہمگپتا کی سدھانت گھند کھاتیکا' کا "الارکند" کے نام سے عربی میں ترجمہ ہوا۔

زیجات کا مطالعہ پانچویں صدی ہجری میں شروع ہوا۔ جب البیرونی نے وجیانند بنارسی کی "زیج کرن تلک" کا "غرۃ الزیجات" کے نام سے عربی میں ترجمہ کیا۔ ڈھائی سو سال بعد دہلی کے سلطان ناصر الدین محمود (۶۴۴۔ ۶۶۴ھ) کے عہد میں منجم محمود بن عمر الرازی نے سلطان کے نام سے منسوب "زیج ناصری" مرتب کی اور اس کے بعد مسلمان منجموں نے برصغیر اور وسط ایشیائی مملکتوں میں، رصدگاہیں قائم کیں اور ان کی ہیتی دریافتوں سے زیجات کو زیادہ مکمل صورتوں میں مرتب کرنے کا محققانہ عمل شروع کیا جس کی تفصیل فاضل شبیر حسن غوری دہلوی کے پر مغز مقالے میں موجود ہے جو اس ادارے کی قابل قدر اشاعت "معارف رضا" (شمارہ ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء) میں شائع ہوا ہے۔ علامہ بریلوی برصغیر میں آخری عالم تھے جو "زیجات" کے مسائل اور مطالعے میں اس قدر درک و فہم کے حامل ہوئے کہ انہوں نے محقق نصیر الدین طوسی کی مرتب کردہ "زیج ایلخانی" اور برصغیر کے منجم غلام حسین جونپوری کی "زیج بھادرخانی" (جو اس سلسلے کی آخری کڑی تھی) پر حواشی لکھے۔ فاضل شبیر حسن غوری نے ممدوح کی اس فضیلت اور اہلیت کو اپنے مذکورہ مقالے میں احسن طریقہ پر اجاگر کیا ہے۔

طبیعیات کے دائرے میں علامہ موصوف کا رسالہ "فوز مبین در رد حرکت زمین" ہے۔ اس رسالہ میں جو دلائل دیئے گئے ہیں ان سے حرکت و گردش ارض کی حقیقت کی نفی تو نہیں ہوتی مگر اس رسالہ کی اہمیت اس میں ہے کہ مسئلہ حرکت ارض پر صدیوں پہلے جو ڈایا لاگ (Dialogue) شروع ہوا یہ رسالہ اس تاریخی مکالمہ کی باقیات میں سے ہے۔ ماضی میں حرکت ارض کے خلاف جو دلائل دیئے گئے ان سے اس رسالہ میں کئی گنا زیادہ دلائل موجود ہیں۔ جملہ ایکسٹھ (۶۱) دلائل ہیں جو علامہ موصوف کی ذہانت پر شاہد ہیں۔ اور ماضی کے جملہ دلائل کو سمیٹے ہوئے ہیں۔ ایک پرانی دلیل یہ ہے کہ اگر سطح زمین پر کسی متعین مقام سے کوئی وزن دار مادہ مثلاً پتھر سیدھا اوپر عمودی سمت میں پھینکا جاتا ہے تو وہ پھر سے بالکل اسی مقام پر آکر گرتا ہے۔ اگر زمین گردش میں ہوتی تو پتھر اس مقام سے ہٹ کر گرتا۔ یہ آرگیومینٹ چوتھی صدی ہجری کے آخر تک مسلمان سائنسدانوں کے سامنے تھا تا آنکہ البیرونی کے ایک معاصر محقق نے اس Hypothesis کو اپنے عملی تجربوں سے پرکھا تا آنکہ ثابت ہوا کہ پتھر واقعی متعین نشان سے ہٹ کر گرتا ہے۔ یہ تجربے (اس زمانے کے) سیستان کے سائنسدان ابو سعید احمد بن محمد بن عبد الجلیل السجزی نے کیے اور ان کی بناء پر اس نے حرکت و گردش ارض کو تسلیم کر لیا۔ ابو سعید احمد پہلا مسلمان سائنسدان تھا جس نے عملی تجربات سے حرکت و گردش ارض کو گیارہویں صدی عیسوی کے شروع میں ثابت کیا۔

ابو سعید نے یہ بھی انکشاف کیا کہ کرہ ارض کے ارد گرد جو مادہ ہے اس کی حرکت دو سمتوں میں واقع ہے ایک حرکت ارض کے ارد گرد کہ وہ اس کی کشش میں ہے، اور دوسری حرکت آگے کی سمت میں ارض کے منبع اصلی کی طرف کہنے کی بات یہ ہے کہ علامہ بریلوی کے دلائل اس تاریخ کی کڑی ہیں

صدیوں پہلے شروع ہوئی۔

بہرحال علامہ موصوف کے معارف متعدد و متنوع ہیں۔
ن کا مطالعہ کرنا اور ان کو متعارف کروانا ایک بڑا کام ہے جس
ادارہ تحقیقات احسن طریقہ پر سرانجام دے رہا ہے۔ اردو
ے علاوہ دوسری زبانوں میں بھی اشاعت کی ابتدا ہوچکی ہے
اچہ جامعہ راشدیہ کے عالی ہمت مہتمم جناب مفتی محمد رحیم
احب سکندری نے علامہ محترم کے اردو ترجمہ کلام پاک
نزالایمان" کا سندھی میں ترجمہ کیا ہے جو زبان و بیان کے
بار سے معیاری ہے۔

آخر میں، میں ادارے کے آئندہ پروگراموں کے سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، اور وہ یہ کہ علامہ بریلوی محترم کی تلقین و تحریک کا نکتہ آغاز و انتہا "عشق رسول" اور "ناموس رسول" ہے۔ لہٰذا ان کی تعلیمات کی روشنی میں بطور ترجیحات کے، اگر کوئی کام کرنا ہے تو وہ یہ ہے کہ ان کے "عشق رسول" کے آئیڈیل(ideal) کو پروان چڑھایا جائے۔ یعنی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور ان کی رسالت کی انسان ذات کے لیے اہمیت پر تحقیق و اشاعت کا سلسلہ بڑے پیمانے پر شروع کیا جائے امید کی جاسکتی ہے کہ ایک دن ادارہ تحقیقات امام احمد رضا ایسی تحقیق و اشاعت کا بین الاقوامی مرکز بنے گا۔

قطعۂ تاریخ

دکتر مجید اللہ قادری از دانشگاہ کراچی درجۂ دکترائی یافت
موضوع تحقیق نشان کنزالایمان "ترجمہ قرآن اعلحضرت امام احمد رضا خان بریلوی"

بررسی در "کنز ایمان" کردہ است
حبذا تحقیق او منظور شد
عالم و نافضل، مجید قادری
از مئی عشق نبی مخمور شد
از طفیل سرور ہر دو جہاں
"کنز ایمان" در جہاں مشہور شد
بر سرش زیبد کلاہ باشرف
آن مجید قادری دکتور شد

۵۱ ۵۷ ۳۱۵ ۶۳۰ ۳۰۴ = ۱۹۹۳ء

نتیجۂ فکر:-
سید خضر نوشاہی

سید یوسف رضا گیلانی (اسپیکر قومی اسمبلی، پاکستان)

آج میں عبقری زمانہ، ولی کامل امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کی یاد میں منعقدہ اس محفل مبارکہ میں اپنی شرکت پر بڑی مسرت محسوس کر رہا ہوں اور اس کو اپنی خوش بختی اور سعادت سمجھتا ہوں، میں ذاتی طور سے اس سعادت کے حصول کے لئے ممنون ہوں اپنے دوست جناب حافظ محمد تقی صاحب، ایم۔این۔اے، کا جن کی بدولت مجھے یہ حاضری نصیب ہوئی، اور میں ادارہ کے صدر محترم سید وجاہت رسول قادری صاحب کا سپاس گزار ہوں کہ انہوں نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے یہاں مدعو کیا باوجود یہ کہ اس مقدس مجلس علمی کے منصب کا میں خود کو اہل نہیں پاتا ہوں۔

معزز حاضرین ! آج کی باسعادت مجلس میں نامور علماء کرام اور اسکالر حضرات کی تقاریر اور مقالہ جات سننے کا اتفاق ہوا جس سے امام صاحب کی ہمہ جہت شخصیت کے حیرت انگیز پہلو سامنے آئے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ اپنے زمانے کے عبقری ہیں۔ ان کی حیرت انگیز ذہانت و فطانت، جودت طبع، کمال فقاہت، تبحر علمی اور علوم جدیدہ و قدیمہ پر کامل عبور کو دیکھ کر انسان ششدر رہ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح ایک انسان میں اتنی خوبیاں جمع فرما دیتا ہے یقیناً اللہ اس بات پر قادر ہے، کسی عارف نے بالکل سچ کہا ہے کہ امام صاحب کی شخصیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔

میرے نزدیک اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ برصغیر پاک و ہند کے ان اولیاء کرام کی، کہ جن کی بدولت اس ظلمت کدۂ کفر میں اسلام کا نور پھیلا، سچے وارث اور جانشین تھے۔ اور میرے نزدیک اس کی ایک ہی اور سب سے بڑی دلیل ہے وہ یہ کہ آپ دور حاضر کی کسی بھی بڑی سے بڑی علمی شخصیت کا نام لیں تو اس سے صرف اس کی مخصوص شخصیت کا ہی تصور ابھرتا ہے لیکن جب احمد رضا خاں کا نام زبان پر آتا ہے تو معاً "عشق رسول ﷺ" کا لاحقہ بھی زبان پر آتا ہے اور ذہن کہتا ہے وہی احمد رضا خان جس کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ ہے، جس کے قلم سے علم کے دریا رواں ہیں لیکن دریا کی ہر ہر لہر سے"

"مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام"

کی دلنواز صدا گونجتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ فضل و کمال، ان کا تبحر علمی اور ذہانت و فطانت یہ سب صدقہ ہے ان کے جذبہ "عشق رسول ﷺ" کا وہ خود فرماتے ہیں۔

رضا یہ نعت نبی نے بلندیاں بخشیں

"محبت رسول ﷺ" اور "فروغ عشق مصطفیٰ" صلی اللہ علیہ وسلم یہی وہ مرکزی نکتہ ہے جس کے گرد امام احمد رضا

محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مسلمانان برصغیر پاک و ہند کو جمع کیا جو آگے چل کر تحریک پاکستان کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ انہوں نے ہر اس شخصیت، ادارہ اور پارٹی سے مسلمانوں کو علیحدہ ہونے اور اس کا بائیکاٹ کرنے کی تلقین کی جو "محبت رسول ﷺ" کو مٹانے اور "سنت رسول ﷺ" کو ترک کرنے کی راہ بتاتی ہو۔ یہ امام احمد رضا ہی تھے جنہوں نے سب سے پہلے ۱۹۱۹ء اور پھر ۱۹۲۰ء میں ہندوؤں اور انگریزوں کے خلاف فتویٰ صادر کرکے اس وقت کے مسلم لیڈروں کی رہنمائی کی کہ ہندو اور انگریز دونوں مسلمانوں کے دشمن ہیں یہ مسلمانوں کے کبھی دوست نہیں ہو سکتے مسلمانوں کو محبت رسول سے سرشار ہو کر خود اپنی آزادی کی جدوجہد کرنی ہوگی۔ در انتباہ کیا کہ مسلمان ہرگز ہرگز فریب میں نہ آئیں، اس لئے کہ انگریز اگر چلے بھی گئے تو مسلمان ہندوؤں کے غلام بن ائیں گے" علامہ اقبال اور قائد اعظم بھی امام احمد رضا کی ں تحریک سے متاثر ہوئے۔

جب قائد اعظم اور علامہ اقبال نے مسلمانوں کے لئے حدہ مملکت کی تحریک چلائی تو امام احمد رضا کے صاحبزادگان، ر متوسلین علماء و عوام نے "آل انڈیا سنی کانفرنس" کے پلیٹ رم سے بھرپور ان کا ساتھ دیا اور انہی کی جدوجہد کے طفیل ملک پاکستان وجود میں آیا۔ اس اعتبار سے امام احمد رضا ستان کے اولین محسنین میں سے ہیں۔

مجھے خوشی ہے کہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا گزشتہ ۱۴ وں سے امام احمد رضا کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں اور ان ، علمی اور ملی کارناموں پر تحقیقی کام کر رہا ہے اور نہ صرف بلکہ عالمی سطح پر ادارے کے تحقیقی کاموں کو پذیرائی حاصل رہی ہے، یہ کسی علمی ادارے کے لئے بہت بڑی کامیابی ہے خاص کر وہ ادارہ جو محض ایک شخصیت کے حوالے سے پندرہ برسوں سے تحقیق و تدقیق اور تصنیف و تالیف کا کام کر رہا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ایسے ادارے ملک و ملت کا اثاثہ ہیں اور ان کی عوامی اور حکومتی سطح پر ضرور پذیرائی ہونی چاہیے۔ صدر ادارہ، سید وجاہت رسول قادری صاحب اور ان کے رفقاء کار قابل مبارکباد ہیں کہ وہ امام احمد رضا جیسی عظیم اور محسن ملت شخصیت کے کارناموں سے ملک و ملت کے اہل علم، عوام اور خصوصا نوجوان کو متعارف کرا رہے ہیں، جہاں تک ادارہ کے بعض گذارشات کا معاملہ ہے جو صدر ادارہ نے ابھی ابھی ارشاد فرمائی ہیں تو میں ذاتی طور سے انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس ضمن میں جو کچھ میں عملاً کر سکتا ہوں ضرور کروں گا۔ خاص کر اولیاء کرام کی زمین ملتان میں اس وارث اولیاء کے لئے بہاء الدین زکریا یونیورسٹی میں خصوصی امام احمد رضا چیئر کے قیام کے معاملہ کا میں ضرور جائزہ لوں گا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب حضرات کو نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے حضرت امام احمد رضا اور تمام اولیاء کاملین کی برکتوں سے مالا مال فرمائے (آمین)

سید یوسف رضا گیلانی
اسپیکر قومی اسمبلی
پاکستان

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی (انڈیا)

امام احمد رضا فاضل بریلوی نے شاعری شوق شہرت یا فن شعر کے اظہار کمال کے لئے نہیں کی۔ ان کی شاعری اس عاشق کی تڑپ کا منظر نامہ ہے جو نقلی اور عقلی علوم و فنون کا منتہی ہونے کے باوجود بارگاہ عشق نبی میں کورا کاغذ لے کر حاضر رہتا ہے اور غیب سے مضامین مدحت رسول لفظی تصویروں کی شکل میں آ موجود ہوتے ہیں۔ ان کی نعتوں کا مطالعہ بڑے خشوع و خضوع سے کیا جانا چاہئے کیوں کہ پتہ نہیں کون سا لفظ بالکل ان دیکھی دنیا سے آئے اور ایک نیا جہاں معنی کھول دے۔ بیشمار مقامات ان کی نعتوں میں ایسے ملیں گے کہ اعلیٰ ترین شاعری کے دعویدار بھی جس لفظ کا تصور نہیں کر سکتے' وہ ان کے فن کو نئی جہتوں سے آشنا کراتا نظر آتا ہے اس لئے وثوق سے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ حضرت فاضل بریلوی کی نعتیہ شاعری فکر و فن کے مسلمہ پیمانوں سے ناپی جانے والی شے نہیں۔ یہ محض عطیہ الٰہی معلوم ہوتی ہے اور جس عظیم قرآن پاک سے اسکا تعلق ہے' اس کے کرم خاص نے ان کے الفاظ کو وہ معنویت دی ہیں جو محض وہبی کہی جا سکتی ہے۔ امام احمد رضا کی شاعری پر قرآنی ادب کا سایہ ہے اور یہ صحیفہ سماوی کے مظہریت کے پیکر میں ڈھل کر مذہب کو تہذیب سے' تہذیب کو مذہب سے اور دونوں کو زندگی سے مربوط' مستحکم اور تازہ رکھتی ہے۔

امام احمد رضا کی شاعری کو ناقدین نے علمی' ادبی' فنی' مذہبی اور خلوص جذبہ و احساس ہر پہلو سے جانچا اور پرکھا ہے اور ہر ایک کے قلم تنقید نے گنگ زبانی کا اعتراف کیا ہے۔ امام کی شاعری نے تنقید کو بے حقیقت بنا دیا ہے۔ اب بھی ان کی شاعری کے کتنے گوشے' پہلو اور زاویے ایسے ہیں جو تشنہ ہیں۔

امام کے کلام پر نقد و نظر کا کارنامہ چاہے نجی طور پر یا کسی یونی ورسٹی کے تحت انجام دیا جائے محض ایک فرد کے بس کی بات نہیں بلکہ اس امر کی انجام دہی کے لئے دینی علوم و فنون میں ماہر عالم' اسلوبیات و لسانیات کے ماہر' شاعر و ادیب اور نقاد و محقق پر مشتمل ایک ٹیم کی ضرورت ہے۔

پھول اور خاک کی رعایت سے ان کی نعتوں۔

(۱) سرتابقدم ہے تن سلطان زمن پھول ----- اور -----

(۲) ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماوا ہے ہمارا ----- و دیگر نعتوں اورشعروں کے لفظی اور معنوی اوصاف کی نشاندہی مختلف جائزہ نگاروں نے کی ہے لیکن اب بھی جانے کتنی نعتیں ایسی ہیں کہ اگر بغور ان کا جائزہ لیا جائے تو معنویت کی کتنی سطحیں اور نئی ملیں گی۔

ایک نعت ۔

ہے لب عیسیٰ سے جان بخشی نرالی ہاتھ میں-----

ہی میں معنویت کی کتنی جہتیں اور سمتیں پوشدہ ہیں۔

امام احمد رضا کے قصیدہ نور میں نور کے وہ تمام معانی ملیں گے جنھیں ایک شخص قرآن و احادیث سے اخذ کر سکتا ہے اور جو عربی، فارسی اور اردو لغات میں موجود ہیں۔ یہ قصیدہ علامت آفرینی کا ایک شاہکار ہے۔

امام احمد رضا کی پوری اردو شاعری صرف چھ ماہ کی کمائی ہے وہ اس طرح کہ اگر ان کے ۲۵ علوم و فنون کو ان کی ۶۵ سال کی زندگی پر تقسیم کیا جائے تو فی علم و فن کے حصہ میں صرف ایک سال کی مدت آتی ہے اس اعتبار سے ان کی پوری شاعری عربی فارسی اور اردو ایک سال کا سرمایہ ہے اور چونکہ عربی و فارسی کی بہ نسبت اردو اشعار زیادہ ہیں للذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان کی پوری اردو شاعری نصف سال کا سرمایہ ہے۔ چھ ماہ کی کمائی اور اسقدر انمول۔۔۔ جس کی گرانقدری کے سامنے پوری عمر شعر گوئی میں گزار دینے والوں کی شاعری کم مایہ ہے۔

امام احمد رضا کا دیوان "حدائق بخشش" ان کے ۶۵ علوم و فنون کے گلہائے رنگارنگ کا عطر یا ان علوم و فنون کے گلزاروں کی بہاروں کا جلوہ اور ان کے پھولوں کا ایک گلدستہ ہے۔ اس عطر بیزی، بہار آرائی اور جلوہ سامانی کے ساتھ ساتھ یہ ان کی عملی محبت و عقیدت او تمامتر جنوں سامانی محبت کا آئینہ ہے۔

"حدائق بخشش" بلاشبہ بخشش کے باغات کا ایک جہاں اور جان و ایمان کی سرسبزی و شادابی کا سامان ہے۔

"اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی پاکستان کے اولین محسنین میں ہیں" سید یوسف رضا گیلانی

"امام احمد رضا کی ہمہ گیر شخصیت تاریخ اسلام میں نایاب ہے" ڈاکٹر اسلم سید

☆

"دنیا کی ۲۵ جامعات میں "ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا" کی نگرانی میں امام احمد رضا پر ڈاکٹریٹ (Ph.d) کے مقالے لکھے جا رہے ہیں" وجاہت رسول

تحریک پاکستان پر امام احمد رضا کے اثرات

(مقتدر شخصیات کے تاثرات)

از۔۔۔ ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

"انھوں (امام احمد رضا) نے مسلمانوں میں ایسی بیداری پیدا کی جس سے انہیں برصغیر میں اپنے مخالفین پر فتح نصیب ہوئی اور مسلمان برصغیر میں ایک آزاد مملکت خداداد پاکستان کے امین ہوئے۔"

(غلام اسحاق خان، سابق صدر، پاکستان)

○

"محبت رسول اور فروغ عشق مصطفیٰ ﷺ یہی وہ مرکزی نکتہ ہے جس کے گرد امام احمد رضا محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مسلمانان برصغیر پاک و ہند کو جمع کیا جو آگے چل کر تحریک پاکستان کا پیش خیمہ ثابت ہوا...... امام احمد رضا پاکستان کے اولین محسنین میں سے تھے۔"

(سید یوسف رضا گیلانی، اسپیکر قومی اسمبلی، پاکستان)

○

ان (امام احمد رضا) کا سب سے بڑا کارنامہ مسلمانوں کے دلوں میں محبت رسول ﷺ کی شمع روشن کرنا ہے......... ان کا دوسرا عظیم کارنامہ برصغیر کے مسلمانوں کو متحد و متفق کرکے انگریزوں اور ہندوؤں کی غلامی کے خلاف ان کے جذبہ حریت کا بیدار کرنا ہے، مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ وہ "دو قومی نظریہ" کہ جس کی بنیاد پر مملکت خداداد پاکستان کا حصول ممکن ہوا، سب سے پہلے داعی تھے۔ قائد اعظم کی رہنمائی میں مسلم لیگ کی تحریک پر قیام پاکستان کو سب سے زیادہ تقویت امام احمد رضا اور ان کے معتقدین علماء و مشائخ اور عوام کے بے لوث اور بھرپور تعاون سے پہنچی ہے جس کا اعتراف تاریخ پاکستان کے اوراق کرتے ہیں۔"

"امام احمد رضا کی شخصیت روشنی کا ایسا مینار ہے جس نے اتھاہ تاریکی اور انتہائی مایوسی کے دور میں مسلمانان ہند کی رہنمائی اپنے علم و عمل کے ذریعے فرمائی۔ پاکستان کا قیام بھی امام احمد رضا جیسی ہی شخصیات کی قربانیوں کا ثمر ہے۔"

(سید غوث علی شاہ، سابق وزیر اعلیٰ سندھ)

○

"ہندو مسلم اتحاد کی فضاؤں میں سب سے پہلے فاضل بریلوی نے دو قومی نظریہ کا نعرۂ مستانہ بلند کیا، علامہ اقبال اور قائد اعظم نے بعد میں اسی نظریہ پر اپنی فکر کی بنیاد رکھی اور تحریک پاکستان کا آغاز کیا جو فاضل بریلوی کے صاجزادگان، خلفاء اور معتقدین علماء کی آل انڈیا سنی کانفرنس کی حمایت سے پاکستان کی صورت میں منتج ہوا۔

(الحاج حبیب احمد مرحوم، ڈائریکٹر یونین انڈسٹریز)

○

"وہ بات جو انھوں (امام احمد رضا) نے ۱۹۲۱ء میں کہی تھی وہ تحریک پاکستان کی بنیاد بنی، وہی بات علامہ اقبال نے کہی اور وہ ہی بات حضرت قائد اعظم نے کہی۔"

(جسٹس (ریٹائرڈ) عبادت یار خان)

(ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم، ہمدرد یونیورسٹی، دہلی)

○

"ان (امام احمد رضا) کے شعور سیاسی کو تاریخ ساز کہہ سکتے ہیں اس لئے کہ انہوں نے اور ان کے تلامذہ نے دو قومی نظریہ کی تائید کی اور قیام پاکستان کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔"

(ڈاکٹر فرمان فتحپوری، اردو ڈکشنری بورڈ)

○

"امام احمد رضا بریلوی اپنی انفرادی خصوصیات کی بناء پر تمام علمی و ادبی حلقوں میں بے حد عقیدت اور احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ آپ نے دو قومی نظریئے کی حمایت کی اور تحریک پاکستان کے لئے راستہ ہموار کیا۔"

(سید فخر امام، سابق وفاقی وزیر تعلیم)

○

"امام احمد رضا نے دو قومی نظریہ کی علمی تشریح و تعبیر پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنا وسیع حلقہ عقیدت پیدا کیا اور ان کے اس عظیم حلقہ ارادت نے تحریک پاکستان کے دوران قائد اعظم کی بھرپور مدد کی گویا اس طرح آپ نے تحریک پاکستان کو تقویت بخشی۔"

(ڈاکٹر محمد شمس الدین، جامعہ کراچی)

○

"مولانا احمد رضا نے مسلمانوں کا آپس میں اتحاد و اتفاق پر زور دے کر سب سے پہلے ۱۸۹۶ء پٹنہ سنی کانفرنس میں دو قومی نظریہ پیش کیا جس کی بہت پذیرائی ہوئی، اس دو قومی نظریہ کے خاکے میں ڈاکٹر اقبال اور محمد علی جناح نے رنگ بھرنے کا کام انجام دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دو قومی نظریہ کی بنیاد پر ۱۹۴۷ء میں پاکستان وجود میں آ گیا۔"

○

"دیکھا جائے تو دو قومی نظریہ کے عقیدے میں امام رضا (علیہ الرحمتہ) مقتداء ہیں اور یہ (علامہ اقبال اور قائد اعظم) دونوں حضرات مقتدی، پاکستان کی تحریک کو کبھی فروغ حاصل نہ ہوتا اگر امام احمد رضا علیہ الرحمتہ سالوں پہلے مسلمانوں کو ہندوؤں کی چالوں سے باخبر نہ کرتے۔"

(مولانا کوثر نیازی مرحوم، سابق وفاقی وزیر)

○

"امام احمد رضا (علیہ الرحمتہ) اور ان کے معتقدین نے تحریک پاکستان کے سلسلے میں جو گراں قدر خدمات انجام دیں وہ ہمیشہ صفحہ قرطاس پر ثبت رہیں گے"۔

(ڈاکٹر انعام الحق کوثر، چیئرمین سیرت اکیڈمی، بلوچستان)

○

"اگرچہ مولانا (احمد رضا) قیام پاکستان تک زندہ نہ رہے لیکن اپنی تحریروں اور تبلیغ سے قیام پاکستان کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہزاروں علماء کی ایک ٹیم ضرور تیار کر گئے۔"

(ڈاکٹر جمیل جالبی، سابق شیخ الجامعہ، جامعہ کراچی)

○

امام احمد رضا کی تاریخ گوئی

ڈاکٹر احمد حسین قریشی قلعداری (ایم اے عربی، فارسی، اردو، پی ایچ ڈی عربی، اردو)

حروف ابجد کے اعتبار سے تاریخ گوئی میں حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کو کمال کی دسترس تھی بالخصوص قرآنی آیات احادیث نبوی اور معروف عربی جملوں سے تاریخ بر آمد کر لینے میں آپ معجزانہ انداز کی صلاحیت رکھتے تھے آپ کے جد امجد مولانا رضا علی خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ ۱۲۸۲ھ کو فوت ہوئے آپ نے قرآن مجید کی آیت سے تاریخ نکالی۔

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولاھم یحزنون ۱۲۸۲ھ

اس طرح کی بے شمار تواریخ مختلف مواقع کے متعلق عربی، فارسی، اور اردو میں آپ نے لکھی ہیں۔ جناب عبد الحکیم خاں اختر مجددی مظہری شاہ جہاں پوری لاہور نے "اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی تاریخ گوئی" کے عنوان سے ان کو جمع کر کے ادارہ غوثیہ رضویہ سے شائع کر دیا ہے۔

ہم اس مجموعہ سے صرف دو تین قطعات جو عربی نظم میں لکھے گئے شامل ہذا کرتے ہیں۔

امام احمد رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد مولانا نقی علیہ خاں بریلوی المتوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ کی تاریخ ولادت کے آٹھ مادے نکالے تھے جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔ جاء ولی نقی نسیب علی الشان
۲۔ رضی الاوکار بھی المکان
۳۔ ھو بحر مختفی رد ذو صبان
۴۔ شہاب المحققین الامیان
۵۔ قمر فی برج الشرف
۶۔ بری من الخوف ویکف
۷۔ فضل سباق بعمام
۸۔ اقدام حذاق اکرما

امام احمد رضا بریلوی کے پیر و مرشد شیخ سید آل رسول مارہروی رحمتہ اللہ علیہ کا ۱۲۹۶ھ میں وصال ہوا آپ نے اپنے مرشد کامل کے وصال کی مختلف تاریخیں کہیں "تواریخ الاولیاء"۔ "رضی اللہ عنہ و المحبوب" یہ دو مادہ تاریخ ہیں ایک قطعہ عربی زبان میں ہے۔

خذ التاریخ فی التوشیخ نظما — یلوح کانہ البدر المنیر
وخذ من کل قطر مثل سطر — تکن ستاً ولیس لہ نظیر
ولی طاھر بر امام — وصول طیب بدر امیر

مولانا محمد اسماعیل قادری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کا ۱۳۱۷ھ میں وصال ہوا جو رسالہ مبارکہ فتاویٰ الحرمین برجف ندوہ المین کا سال تصنیف و طباعت ہے۔ فاضل بریلوی امام احمد رضا

م احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ نے ان کے وصال کی نو تاریخیں
ول کی صورت میں نکالیں اس کے بعد دو قطع لکھے پہلے قطع
، ہر شعر سے تاریخ بر آمد ہوتی ہے اور دوسرے قطع کے ہر
رع سے۔ جملہ پچیّس تاریخیں ہیں جو قارئین کرام کی
مت میں پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ حمد اللہ وصلوٰۃ علی محمد الحکیم ۱۳۱۶ھ
۲۔ رقعۃ التاقیت ۱۳۱۶ھ
۳۔ عام وفات العلم الثبت ۱۳۱۶ھ
۴۔ الفاضل الکامل المحسن الجلیس ۱۳۱۶ھ
۵۔ المرضی الاجل اسمٰعیل ۱۳۱۶ھ
۶۔ مھائمی الجل شاذ لی الحسب ۱۳۱۶ھ
۷۔ قادری القدر اجل المرتب ۱۳۱۶ھ
۸۔ افادوا الودود علیہ احسانہ الجسیم ۱۳۱۶ھ
۹۔ والسق اسمٰعیل بخدمہ ابراھیم ۱۳۱۶ھ

قطعہ

أاسمٰعیل اسمٰعیل سنہ — اعامی حالہ من کل نسنہ
أاسمٰعیل اسمٰعیل صدق — أرادع کل مین عین نفسہ
أاسمٰعیل اسمٰعیل حق — أتاك الحق تکتب کل ممنہ
لاسمٰعیل عند اللہ ان شاد — واحذہ بمکرمۃ ومنہ
الا لا یبکین نقل سعد — اینقہم رجع نفس مطمئنہ
رواح الروح من کنف لسنی — کزنۃ انجلی منھا ابن مزنہ
سناہ ونفعہ باق بھیا — فقطرہ دجن وتمیر دجنہ
یزف الی جنان عفو — لانوار واطیب رمزنہ
یحف بہ ملئکۃ اعزۃ — باجنحۃ کسحب مرتعنہ
وان اسئل لاسمٰعیل منہم — اجب تفید بنول اللہ الہ
لاسمائی لاسمٰعیل مدعا — حلاوۃ لمجانسۃ دخلوہ جنۃ

دیگر

ینق فی تاریخ رحلتہ الرضا — سحاب میح السفح سوالث بلت
بعد فی نغال فتر وافضل منزل — واشرف نزل رحز داد ذق تہ
وتلك مراقی اللطف کل کریھۃ — سقتك سواقی الواف ارج طلہ

امام العلماء امام ابو حنیفہ ثانی

مولانا کوثر نیازی

قرطاس و قلم سے میرا تعلق دو چار سال کی ہی بات نہیں نصف صدی کی بات ہے اس دوران وقت کے بڑے بڑے اہل علم و قلم، مشائخ و علماء کی صحبت میں بیٹھ کر استفادہ کرنے کا موقعہ ملا اور ان کے درس میں شریک رہا اور اپنی بساط کے مطابق فیض حاصل کرتا رہا۔ زندگی میں' میں نے اتنی روٹیاں نہیں کھائیں ہیں جتنی کثیر تعداد میں کتابیں پڑھی ہیں۔ میری اپنی ذاتی لائبریری میں دس ہزار سے زیادہ کتابیں ہیں وہ سب مطالعہ سے گذری ہیں اس سب مطالعہ کے دوران امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ کی کتب نظر سے نہیں گذری تھیں اور مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ علم کا خزانہ پالیا ہے اور علم کا سمندر پار کر لیا ہے۔ علم کی ہر جہت تک رسائی حاصل کرلی ہے مگر جب امام اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کیں اور ان کے علم کے دروازے پر دستک دی اور فیض یاب ہوا تو اپنی جہل کا احساس اور اعتراف ہوا۔ یوں لگا کہ ابھی تو میں علم کے سمندر کے کنارے کھڑا صرف سیپیاں چن رہا تھا' علم کا سمندر تو امام کی ذات ہے۔ امام کی تصانیف کا جتنا مطالعہ کرتا جاتا ہوں عقل اتنی ہی حیران ہوتی چلی جاتی ہے اور یہ کہے بغیر نہیں رہا جاتا کہ امام احمد رضا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں میں سے ایک معجزہ ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اتنا وسیع علم دے کر دنیا میں بھیجا ہے کہ علم کی کوئی جہت ایسی نہیں جس پر امام کو مکمل دسترس حاصل نہ ہو اور اس پر کوئی تصنیف نہ لکھی ہو یقیناً آپ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کے صحیح جانشین تھے جس سے ایک عالم فیض یاب ہوا۔

یہاں علوم و فنون کے حوالے سے ایک بات کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ دوران تعلیم مولوی فاضل کے درجے میں مقامات حریری پڑھے جو عربی ادب کے حوالے سے ایک منفرد مقام کے حامل ہیں اسی طرح فیضی کی تفسیر بے نقط دیکھی جس کو تاریخ میں ایک بلند امتیاز حاصل ہے کہ چند حروف بے نقط سے قرآن پاک کی تفسیر لکھ دی گئی یقیناً صاحب تصنیف کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔ اسی طرح عربی ادب کے اور بھی شاہکار مطالعہ کے دوران نظر سے گذرے مگر ان سب پر امام احمد رضا کے فتاویٰ کا عربی خطبہ فوقیت اور انفرادیت رکھتا ہے اس میں امام نے فقہ کی کتابوں اور مصنفوں کے ناموں کو اس طرح مربوط ترتیب دیا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ ۹۰ کتابوں کے ناموں کو اس طرح ترتیب دیا ہے کہ خطبہ میں حمد و ثنا بھی بیان ہو گئی نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ادا ہو گئی اور صحابہ کرام و آل رسول پر صلوۃ بھی۔ بلاشک شبہ مولانا کا عربی خطبہ عربی ادب کا لازوال شاہکار ہے جس کی مثال پیش کرنا مشکل ہے۔

اردو زبان کے تو آپ شہنشاہ تھے کثیر تعداد میں تصانیف اردو زبان میں لکھیں ہیں اور عموماً تمام کتب کا معیار اتنا بلند ہے کہ ان کو صرف اہل علم ہی سمجھ سکتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے کتابیں لکھی ہی اہل علم کے لئے ہیں لیکن اب ضرورت اس امر کی ہے کہ امام کی کتابوں کو عوام کی

رسائی تک پہنچانے کے لئے ان کو آسان زبان میں منتقل کیا جائے یا حواشی کے ساتھ کتابیں شائع ہوں تاکہ عوام بھی اس علم کے سمندر سے افادہ کر سکیں۔ امام احمد رضا دراصل علماء کے امام تھے یعنی امام العلماء تھے اور دعوے سے کہتا ہوں کہ آج عالم کی کسوٹی یہ ہے کہ اگر وہ امام کی کتابوں کو سمجھ لیں تو وہ عالم کہلانے کے مستحق ہیں اور وہ امام کے علم کی تہہ تک پہنچ جائیں تو وہ عالم کہلانے کے حقدار ہیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے نبی تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کی پاک و ہند کی سرزمین کی طرف بھی خاص نظر تھی۔ احادیث میں لفظ ہند بھی آیا ہے خاص کر شمشیر ہندی کا تذکرہ بار ہا آیا ہے اور شروع کے لٹریچر میں اس کا ذکر برابر ملتا ہے کیوں کہ ہند کی تلوار اس زمانے میں بہت مشہور ہوا کرتی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہند کے مختلف قبائل اور ذاتوں سے بھی اچھی طرح واقف تھے چنانچہ واقعہ معراج میں ایک روایت یہ بھی پائی جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مختلف انبیاء کرام کے حالات بیان فرمائے تو فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو ہند کی قوم "جاٹ" کی طرح مضبوط پایا یعنی ڈیل ڈول میں قوم جاٹ کے جوانوں کی طرح آپ کی جسامت مضبوط تھی۔ اس کا مکمل حوالہ میرے کتب خانے میں موجود ہے ابھی ذہن میں پورا حوالہ نہیں آ رہا ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم کے تمام انسانوں کی جسامت کا بھی علم تھا اسی لئے تو موسیٰ علیہ سلام کی جسمانی طاقت کو ہند کی قوم جاٹ سے تشبیہ دے کر بتایا۔ اس طرح ہندوستان سے تعلق رکھنے والے ایک صحابی بابا رتن کا بھی تذکرہ ملتا ہے اور ان سے حدیثوں کا مجموعہ بھی منسوب ہے اگرچہ یہ صحابی کی حیثیت سے اکثریت کے نزدیک مشکوک ہیں لیکن عشاق کے لئے یہ بہت کافی ہے کہ سرزمین ہند سے بھی ایک فرد کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

امام ابو حنیفہ کے آباؤ اجداد کا تعلق بھی سندھ کی سرزمین سے بتایا جاتا ہے اور غالبا مناظر حسن گیلانی نے ان کو قوم جاٹ کی ایک شاخ سے تعلق بتایا ہے اور دور حاضر کے امام ابو حنیفہ ثانی کا تعلق بھی اسی سر زمین ہند بریلی سے ہے یہ ہندوستان کے لئے بڑی عظمت کی بات ہے۔

فقہ حنفیہ میں ہندوستان میں دو کتابیں مستند ترین ہیں۔ ان میں سے ایک فتاویٰ عالمگیریہ ہے جو دراصل چالیس علماء کی مشترکہ خدمت ہے جنھوں نے فقہ حنفیہ کا ایک جامعہ مجموعہ ترتیب دیا دوسرا فتاویٰ رضویہ ہے۔جس کی انفرادیت یہ ہے کہ جو کام ۴۰ علماء نے مل کر انجام دیا وہ اس مرد مجاہد نے تنہا کرکے دکھایا اور یہ مجموعہ فتاویٰ رضویہ عالمگیریہ سے زیادہ جامع ہے اور میں نے جو آپ کو امام ابو حنیفہ ثانی کہا ہے وہ صرف محبت میں یا عقیدت میں نہیں کہا بلکہ فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات کہہ رہا ہوں کہ آپ اس دور کے ابو حنیفہ ہیں آپ کے فتاویٰ میں مختلف علوم و فنون پر جو بحث کی گئی ہیں ان کو پڑھ کر بڑے بڑے علماء کی عقل دنگ رہ جاتی ہے کاش کہ اعلیٰ حضرت کی حیات اس دور کو میسر آجاتی تاکہ آج کل کے پیچیدہ مسائل حل ہو سکتے کیوں کہ آپ کی تحقیق حتمی ہوتی اس کے آگے مزید گنجائش نہ ہوتی' بہرحال ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی جانب سے جو کتابیں بشمول فتاویٰ رضویہ اسلامی نظریاتی کونسل کو پیش کی ہیں میں ان تمام کتب کی فوٹو کاپی کروا کر اپنے ساتھیوں کو دوں گا تاکہ وہ اس کا مطالعہ کریں اور پھر اسلامی نظریاتی کونسل میں جو مسائل زیر بحث ہیں ان کو ہم آپ کے علم کے نور سے حل کر سکیں۔

حضرت رضا بریلوی کی شاعری

از : مفتی مظفر احمد داتاگنجوی (انڈیا)

امام اہلسنت سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ اسلامی تاریخ کی ب ایسی عظیم شخصیت اور ذات ستودہ صفات ہے جس میں ردیت کے جملہ اوصاف مجتمع ہیں۔ آپ کی ذات گرامی ہمیشہ شہ اہل علم و فضل سے خراج عقیدت وصول کرتی رہے گی۔

آپ کی شاعری فنی نقطہ نظر سے معیار کمال کی حامل اور راسر حمد و نعت و منقبت ہی پر مشتمل ہے۔ اس میں شک و ہ نہیں کہ حمد باری تعالیٰ لکھنا آسان ہے مگر نعت رسول کریم یہ الصلوٰۃ والتسلیم لکھنا آسان نہیں بلکہ ایک دشوار ترین زل ہے۔ قلم اور جولانی طبع کے تحت اس فن میں قدم قدم خطرات کا سامنا ہے۔

وہ ذات کریم جس کی سرکار میں دانستہ و نادانستہ ذرا بھی ترِ ادب کی غلطی ضبط اعمال کا سبب ہو اور احترام شرع ان ا مدح رفع۔ اس لئے نعت بڑے ہوش و حواس کا کام ہے۔

سیدی امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ النوری اس حب طرز ادیب' اس پرجوش اہل قلم' اس حق گو حق شناس نام ہے جس کا شہرۂ آفاق فرش تا عرش گونجا۔ جس کی دھوم اف و اطراف عالم میں لہرائی۔ جن کی حق گوئی نے بدمذہبیت' بے دینیت کے قلعے مسمار کردیئے۔

امام احمد رضا اس عاشق خیرالانام کا نام ہے جس کی زندگی ا کوئی سانس اس کی حیات کا کوئی لمحہ عشق کی رعنائیوں سے خالی نہیں۔ وہ تازیست یہی عرض کرتے رہے۔

ٹھوکریں کھاتے پھروگے ان کے در پر پڑ رہو
قافلہ تو اے رضا اول گیا آخر گیا

مجھے اچھی طرح یاد ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ میرے والد ماجد صوفی شاہ حاجی مولانا منور حسین قدس سرہ (۱۳۹۵ھ) فرمایا کرتے تھے :

"سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو نعت رسول کریم کے میدان میں اگر حضرت علامہ جامی کہیں یا امام بوصیری کہہ کر پکاریں یا حسان وقت کہیں تو بے جا نہ ہوگا۔"

ہم اگر ماضی و حال کا جائزہ لیں اور شعراء کرام کے کلام و سخن کا تجزیہ کریں تو شاذ و نادر ہی ایسے صاحبان ملیں گے جن کے کلام و سخن کی پرواز امام احمد رضا بریلوی کی رفعت سخن تک رسائی کرسکے بلکہ کرنا تو علیحدہ بات ہے اکثر کلام رطب و یابس افراط و تفریط سے ملوث ہونے کے ساتھ ساتھ حدود شرع سے باہر ہوگا' الا ماشاء اللہ تعالیٰ۔ مگر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا کلام مقبول بارگاہ خیرالانام کا کوئی شعر انتہائی کیف و جذبات کے باوجود خلاف شرع ہونا تو اور بات ہے بلکہ قرآن و حدیث و تفسیر کا احترام پیش کرتا ہوا نظر آئے گا اور خود قرآن و حدیث و تفسیر وغیرہ کا ماحصل مفہوم' ترجمہ بالتشریح ہوگا۔ آپ کا نعتیہ کلام افراط و تفریط کے عیوب سے پاک اور تخیل کی روا روی

سے مبرا ہے۔ احترام شرع میں آپ بڑے ہی سخت تھے۔ خود فرماتے ہیں ؎

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ
بیجا سے ہے المنۃ للہ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

نعت گوئی کو کمال تک پہنچانا آپ ہی کا کمال تھا خود فرماتے ہیں ؎

جو کہے شعروپاس شرع دونوں کا حسن کیوں کر آئے
لا اسے پیش جلوۂ زمزمۂ رضا کہ یوں

آپ کے کلام میں تمثیلات و تشبیہات' اشارات و کنایات' احکامات' حکایات اور استعارات کا استعمال ہوتا ہے جس کے باعث آپ کا کلام ایک رجز آفریں کیفیت اختیار کرجاتا ہے ؎

رخ دن ہے یا مہرسما؟ یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
شب زلف یا مشک ختا؟ یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
بلبل نے گل ان کو کہا قمری نے سرو جاں فزا
حیرت نے جھنجلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

اور پھر سلاست و لطافت کا مقام آتا ہے تو سلاست و لطافت آپ کے آستانہ کرم کی باندی نظر آتی ہے اور اس پر محبت و الفت کی فراوانی قابل صد رشک جاں نوازی پیدا کرتی ہے۔ فرماتے ہیں ؎

پل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو
جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو
کانٹا میرے جگر سے غم روزگار کا
یوں کھینچ لیجئے کہ جگر کو خبر نہ ہو

"حدائق بخشش" آپ کے نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے اور ایک ایسی متاع بے بہا ہے جس پر اردو کی نعتیہ شاعری ہمیشہ کرے گی بلکہ یوں کہئے کہ آپ کے نعتیہ کلام نے اردو شاعری کو زبان بخشی۔ شوخی طبع کے باوجود آپ نے بڑی احتیاط سے عروس سخن کو ان تمام زیورات سے آراستہ و پیراستہ فرمایا جو نعت گوئی کے تقدس و احترام کے ساتھ اس کے حسن و جمال کو چار چاند لگاتے ہیں۔ می گویند ؎

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحربیاں
نہیں ہند میں واصف شاہ ہدیٰ مجھے شوخ طبع رضا کی قسم

بلاشک و شبہ امام احمد رضا ایک وہبی شاعر تھے۔ فنکاری حسن آفرینی کے لئے موزونی طبع ازحد ضروری ہے۔ یہ محض فیض الٰہی و مصطفائی ہے۔ آپ کو زبان و بیان پر ملکہ حاصل تھا۔ عربی و فارسی میں مہارت کے ساتھ ساتھ مقامی زبانوں کا ستھرا شعور رکھتے تھے۔ زبان کی صفائی و شستگی و برجستگی اور سہل ممتنع وغیرہ کی مثالیں آپ کے کلام میں ملتی ہیں۔ کلام کی سنجیدگی لب و لہجہ کی بلند آہنگی' طنطنہ اور زور اس میدان میں بے مثل و بے مثال استادی کی دلیل ہے۔ ایک نعت سرکار ابدقرار کے چند اشعار ملاحظہ ہوں ؎

رشک قمر ہوں رنگ رخ آفتاب ہوں
ذرہ تیرا جو اے شہ گردوں جناب ہوں
در نجف ہوں گوہر پاک خوش آب ہوں
یعنی تراب رہ گزر بوتراب ہوں
دل بستہ بے قرار جگر چاک اشکبار
غنچہ ہوں گل ہوں برق تپاں ہوں سحاب ہوں

حضور خواجہ بدر و حنین سیدالکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پاک کے سایہ نہ ہونے کی بہت ساری شاعرانہ توجیہیں بیان کی جارہی ہیں مگر امام احمد رضا علیہ الرحمتہ نے جس حسین انداز کے ساتھ سرکار اقدس کی بارگاہ میں عرض کیا

ہے وہ اپنا جواب آپ ہے۔ لکھتے ہیں ۔

تو ہے سایہ نور کا، ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے، نہ سایہ نور کا

مجھے کہنے دیجئے کہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے نعتیہ کلام کے ذریعہ ہمیں ایک مزاج دیا کہ سیرت نبوی، فضائل مصطفوی عظمت قلب مومن میں جاگزیں ہوجائے۔

اے امام احمد رضا تیری عظمت کو سلام! تو نے بنی نوع سان کو شریعت و طریق اور عظمت محبوب کے وہ چھلکتے ہوئے ام عطا کئے ہیں جس کا خمار ہمیشہ ہمیشہ باقی اور جاری و ساری ہے گا۔

مجدد برحق سیدی امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ القوی ہتے ہیں ۔

گنہگاروں کو ہاتف سے نوید خوش مالی ہے
مبارک ہو شفاعت کے لئے احمد سا والی ہے

مطلع کے مصرع اولیٰ میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے لفظ ہاتف" استعمال فرمایا ہے جس کے معنی ہیں جس کی آواز ئی دے اور دکھائی نہ دے۔

"المنجد" (عربی صفحہ ۸۵۳) کے ترجمہ مصباح اللغات کے نہ ۹۱۰ سمعت یہتف ہاتفا جب کہ تم آواز سنو اور کوئی دکھائی دے۔ "نوید" کے معنی ہیں خوشخبری۔ یہ زبان فارسی کا لفظ ۔ مال "المال" سے مشتق ہے۔ "المال" کے معنی ہیں ئے پناہ و مذکورہ حوالہ ص ۸۱۷، مصرع ثانی میں لفظ شفاعت ہے جس کے معنی ہیں "سفارش کرنا۔" عربی لفظ ہے (حوالہ ورہ ص-۴۱۵)

مقصد و خلاصہ یہ ہے کہ ہاتف غیبی سے گنہگاروں کے ئے پناہ کی خوشخبری ہے کہ مبارک ہو حضور احمد مجتبیٰ محمد طفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے شفیع ہیں تو پھر کیا ہے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام و اولیاء عظام و صلحائے امت علماء و دین اور ملائکہ مقربین کو بارگاہ خداوندی میں جو عزت حاصل ہے اس کے پیش نظر گنہگاروں کے لئے ان کا شفاعت فرمانا، مغفرت چاہنا حق ہے۔ سب سے پہلے شفاعت کا دروازہ حضور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کھلوائیں گے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام تک اہل محشر کا جانا اور سب سے اذھبوا الیٰ غیری سن کر حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کریم میں آنا اور اپنا حال بیان کرنا اور آپ کا سب کی شفاعت فرنا حدیث شریف سے ثابت ہے۔

حضرت امام احمد بسند صحیح اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابن ماجہ حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ شفاعت لو یا یہ کہ تمہاری آدھی امت جنت میں جائے۔" **فاخترت الشفاعتہ لانہا اعم واکفی** "میں نے شفاعت لی کہ وہ زیادہ کام آنے والی ہے۔

مدنی سرکار انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "شفاعتی للھا لکین من امتی" یعنی میری شفاعت میرے ان امتیوں کے لئے جنہیں گناہوں نے ہلاک کرڈالا ہے۔ ونیز فرماتے ہیں "**شفاعتی لاھل الذنوب من امتی**" میری شفاعت گنہگار امتیوں کے لئے ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا **"وان زنی وان سرق" اگرچہ زانی اگرچہ چور ہو۔ فرمایا "وان زنی وان سرق علی رغم انف دوداء"** اگرچہ زانی ہو، اگرچہ چور ہو برخلاف خواہش ابودرداء کے۔

ترا قد مبارک گلبن رحمت کی ڈالی ہے
اسے بو کر تیرے رب نے بنا رحمت کی ڈالی ہے

اس مطلع میں سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے لفظ "ڈالی" استعمال کیا ہے جو اردو زبان کا لفظ ہے۔ ڈالی شاخ کو بھی کہتے ہیں اور ڈالی بنیاد کو بھی کہتے ہیں جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ پہلے لفظ ڈالی سے مراد شاخ ہے اور دوسرے لفظ ڈالی سے مراد بنیاد رحمت کا ڈالنا جس کا خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ خود نبی کریم علی الصلوۃ والتسلیم کا وجود باوجود رحمت کی ایک شاخ ہے اور نبوت کے لئے سلسلہ رحمت کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود پاک سے ڈالی ہے۔خدا تعالیٰ نے آپ کی شان میں فرمایا "وما ارسلنک الا رحمتہ للعلمین" پیارے ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سارے عالموں کے لئے رحمت بنا کر اور رحمت مصدر ہے الرحم کے معنی میں ہے۔ روح المعانی میں حضرت علامہ سید محمود آلوسی حقی بغدادی نے آیت مذکورہ کے تحت لکھا ہے "وما ارسلنک الا رحمتہ للعلمین" یعنی اے پیارے حبیب ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سارے عالموں کے لئے رحم کرنے والا بنا کر۔

تو گویا آپ ہی اس سلسلہ میں اول ہیں اور آپ ہی اس سلسلہ میں آخر ہیں۔ اول و آخر جہاں خدا کے نام ہیں وہیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء پاک ہیں۔ خدا اول ہے ایسا اول کہ اس کی ابتداء نہیں اور ہمارے سرکار اول ہیں تو ایسے کہ آپ سے پہلے کوئی نہیں۔ خدا تعالیٰ آخر ہے ایسا آخر کہ اس کی انتہا نہیں اور ہمارے سرکار آخر ایسے آخر کہ آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں یعنی خاتم النبین ہیں۔ حضور خود فرماتے ہیں لانبی بعدی (مشکوۃ شریف)

گویا کہ یہ سلسلہ ہمارے سرکار انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شروع ہوکر ہمارے سرکار ہی پر ختم ہوگیا۔ یوں سمجھئے کہ دائرہ کھینچئے جس نقطہ سے دائرہ کی ابتداء جس جگہ سے ہوئی ہے اس دائرے کی تکمیل بھی اسی جگہ پر آکر ہوتی ہے' تو آپ کے وجود باوجود سے یہ دائرہ نبوت و رسالت شروع ہوا اور آپ کی ذات بابرکات پر ختم ہوگیا۔

الحاصل یہ کہ رضا بریلوی کی نعتیہ شاعری کا کمال یہ ہے کہ وہ اپنے اشعار میں جہاں شعر ادب اور زبان و نعت کے تمام محاسن کو سمو دیتے ہیں وہیں سید عالم محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ کمالات و فضائل جو قرآنی آیات و احادیث و آثار اور تفسیر و شروح کے سینکڑوں صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں ان کو شعر کے دو مصرعوں میں سمیٹ کر اس طرح دریا کو کوزے میں بند کر دیتے ہیں کہ سامع اور قاری جھوم اٹھتا ہے اور بے اختیار پکار اٹھتا ہے

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

(سابق وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی' پروفیسر ڈاکٹر منظور الدین احمد)

"میں نے ان (مولانا احمد رضا) کے متعدد فتاویٰ مطالعہ کئے بعض فتوے تو اعلیٰ ترین تحقیقی مقالات کہے جاسکتے ہیں' جن میں بیک وقت ڈیڑھ ڈیڑھ سو ماخذ سے رجوع کیا گیا ہے۔"

دو قومی نظریہ کے علمبردار

از
پروفیسر مجیب احمد (گورنمنٹ ڈگری کالج، گوجرانوالہ)

قیام پاکستان موجودہ صدی کا ایسا تاریخ ساز واقعہ ہے کہ جس سے نہ صرف جنوبی ایشیاء کی تاریخ تبدیل ہوئی بلکہ اس کا جغرافیہ بھی یکسر تبدیل ہو گیا۔ اپنی نوعیت کے اس اہم اور یونیک واقعہ کے پیچھے لاکھوں لوگوں کی دی ہوئی جانی اور مالی قربانیاں شامل ہیں۔

آسمان پر اگر سیاہ گھرے بادل چھائے ہوئے ہوں تو ان بادلوں کے پیچھے سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا ہوتا ہے۔ اسی لئے جب کبھی ان بادلوں میں معمولی سا شگاف بھی پڑے تو سورج کی کرنیں زمیں پر پہنچ جاتی ہیں۔ یہی حال تحریک پاکستان کا ہے کہ علمائے اہل سنت و جماعت نے آل انڈیا سنی کانفرنس کے پلیٹ فارم سے اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا، لیکن تاریخ پاکستان لکھنے والوں نے ان کے کارناموں پر مخصوص وجوہات کی بناء پر سیاہ بادلوں کی چادر تان دی۔ تاریخ بلاشبہ غیر جانبدار ہوتی ہے مگر مورخ غیر جانبدار نہیں ہوتا الاماشاء اللہ

مورخ کے اپنے خیالات، نظریات اور تعصبات ہوتے ہیں اور بعض شخصیات ان کے لئے "بت" کا درجہ اختیار کر لیتی ہیں۔ تحریک پاکستان پر لکھنے والوں نے اکثر یہی کیا کہ پاکستان کی تاریخ لکھی تو صرف مسلم لیگ کا ریکارڈ Consult کیا یا زیادہ سے زیادہ India Office Library London میں انگریز کا ترتیب کردہ ریکارڈ دیکھ لیا۔ حالانکہ پاکستان کی تاریخ اور نظریے کی سمجھ اس وقت تک آ ہی نہیں سکتی جب تک ہم ہندوستان کی معاشرتی، معاشی، مذہبی اور تہذیبی تاریخ سے آگاہ نہ ہوں۔ اور ایسی آگاہی کے لئے مسلمانوں کی تہذیب و تمدن، معاشرتی اور مذہبی حالات کے مطالعہ کے لئے سواد اعظم کی نمائندہ سیاسی و دینی تنظیم AISC کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔

کہتے ہیں کہ سچ کو آنچ نہیں اور وقت ہمیشہ ایک سا نہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ علمائے اہل سنت و جماعت کے حوالے سے تعصبات کے بادل چھٹ رہے ہیں۔ سورج کی کرنیں آہستہ آہستہ نئی نسل کے اذہان میں Penetrate کر رہی ہیں۔

آج نئی نسل کو معلوم ہو رہا ہے کہ دو قومی نظریہ کے اولین علم برداروں میں مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری بھی شامل تھے۔ علمائے اہل سنت و جماعت نے ہی انڈین نیشنل کانگریس اور مسلم قوم پرست جماعت، جمعیتہ العلماء ہند کی بھرپور مخالفت کی۔ AISC کے ناظم اعلیٰ، مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی غالبا واحد عالم دین تھے جنہوں نے علامہ محمد اقبال کے خطبہ آلہ آباد کی حمایت کی اور ۱۹۳۸ء کے لگ بھگ ہندوستان کے مسائل کا واحد حل، تقسیم ہند قرار دیا۔ 46-1945 کے فیصلہ کن انتخابات کے دوران مسلم لیگ

کے حق میں پچاس سے زائد علمائے اہل سنت و جماعت نے فتاوٰی دیئے۔ اپریل ۱۹۴۶ء میں بنارس سنی کانفرنس کے تاریخ ساز اجتماع میں پاکستان کے حق میں قرار داد منظور کی۔ اور مولانا مراد آبادی کے یہ الفاظ کے اگر "مسٹر جناح مطالبہ پاکستان سے Withdraw بھی کر جائیں تب بھی ہم قیام پاکستان کے مطالبہ کو ترک نہیں کریں گے۔" اہلسنت وجماعت کی تحریک پاکستان کے cause سے ان کا دلی لگاؤ اور ان کے اخلاص کا تاریخی ثبوت ہے۔ ان تمام تاریخی حقائق کی بناء پر نئی نسل مورخین سے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہے کہ وہ اپنی تصانیف میں اصلاح کریں اور اصل واقعات بیان کریں۔

ایک مریض کب تک دوا و علاج اور ڈاکٹر سے دور رہ سکتا ہے۔ تاریخ حقائق کو جھٹلا نہیں سکتی' کیوں کہ حقائق مقدس ہوتے ہیں۔ میں اس کانفرنس کے ذریعے یہ تجویز پیش کروں گا کہ پاکستان کی تاریخ پر نظر ثانی کی جائے تا کہ جو پہلو اور حقائق ابھی تک سامنے نہیں آئے' وہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائیں۔

Adarts-ABL-6/95

امام احمد رضا کی سیاسی بصیرت

مولانا محمد ادریس بستوی (انڈیا)

امام احمد رضا کے بلند فقہی مقام، معقولات و منقولات پر ان کی دسترس اور علمی جامعیت کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، علماء عرب و عجم اور ارباب دانش نے ان کی بارگاہ میں جو خراج عقیدت نذر کیا ہے وہ بجائے خود اس بات کی سند ہے کہ وہ یگانہ روزگار اور منفرد اعمال شخصیت کے مالک تھے مگر امام احمد رضا نے اپنے دور میں جس سیاسی بصیرت کا مظاہرہ کیا، اور ملت کو درپیش مسائل کی گرہیں جس انداز میں کھولیں، مخالفین اسلام کی تباہ کن تحریکوں کا جس پامردی سے مقابلہ کیا اور اس کے مفاسد کی جس خوبی کے ساتھ نشاندہی کی، قوم کی فلاح و بہبود کے لئے جو رہبر اصول بیان فرمائے اس پر ضرورت سے کم لکھا گیا۔ یہ پہلو اب تک عام لوگوں کی نگاہ سے پوشیدہ ہے اس لئے ارباب دانش کو اس پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

میں اپنے اس مختصر مقالہ میں امام احمد رضا کی سیاسی بصیرت پر اپنی کم مائیگی اور بے علمی کی وجہ سے کوئی تفصیلی بحث تو نہیں کرسکتا۔ لیکن اجمالی طور پر چند سیاسی گوشوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کروں گا جن پر امام احمد رضا نے اپنی سیاسی بصیرت کی مہر ثبت کی ہے، اور جو مستقل طور پر ملت اسلامیہ کے لئے رہبر اصول کی حیثیت رکھتے ہیں۔

کسی بھی شخصیت کی سیاسی بصیرت کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے اس کے زمانہ حیات میں ابھرنے والی تحریکوں اور اس کے مضمرات کو سمجھنا ہوگا، ان کے مقاصد و مفاسد کیا تھے اور ان کے کیا اثرات مرتب ہونے والے تھے۔ اس پر نگاہ ڈالنی ہوگی۔

امام احمد رضا کی ولادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ر جون ۱۸۵۶ء کو ہوئی اور ۱۴ر شعبان ۱۲۸۶ھ بمطابق ۱۸۸۶ء کو آپ مسند افتاء پر رونق افروز ہوئے اور بحساب سن ھجری ۶۸ سال کی عمر میں ۲۵ر صفر ۱۳۰۴ھ بمطابق ۱۹۲۱ء کو آپ کا وصال ہوا۔

آپ کے مسند افتاء پر جلوہ افروز ہونے سے پہلے ہی ہندوستان میں مسلمانوں کی ہزار سالہ حکومت کا خاتمہ ہوچکا تھا۔ غیر ملکی سامراج نے ملک کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا تھا۔ مسلمانوں کی عظمت رفتہ اور شوکت پارینہ کا اب صرف افسانہ ہی بیاں ہوسکتا تھا۔ مادی تباہی کے ساتھ ہی علمی انحطاط کا دور شروع ہوگیا۔ اہل حق علماء تختہ دار پر چڑھائے گئے اور انہیں عبور دریائے شور کی سزائیں بھی دی گئیں۔ لیلائے حریت کے قیس پابند سلاسل کردیئے گئے۔ مسلمانوں کی اجتماعی قوت انتشار کی نذر ہوکر فنا کے گھاٹ اتر گئی۔ اب ان کا حال تھا نہ مستقبل، صرف ماضی کی یادیں اور آہ سرد ان کا مقدر۔

ان مایوس کن حالات میں امام احمد رضا ۱۸۶۹ء میں مسند افتاء پر رونق افروز ہوئے اور اس وقت سے لے کر حیات کے آخری لمحہ تک برصغیر میں اٹھنے والی تمام تحریکوں اور ان کے اثرات و مضمرات سے قوم کو آگاہ بھی کرتے رہے اور اپنی سیاسی بصیرت سے قوم کے لئے مستقبل کا لائحہ عمل بھی متعین فرماتے رہے۔

ہندوستان میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد دنیائے اسلام و قوم مسلم میں سب سے بڑی جو تحریک ابھری۔ وہ تحریک ترک موالات ہے، ۱۹۱۷ء کے پر آشوب دور میں اس تحریک نے کسی تیز و تند طوفان کی طرح پورے برصغیر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، اس تحریک نے ایک ایسے طوفان بلاخیز کی شکل اختیار کرلی جس کی گرفت میں پورا متحدہ ہندوستان آگیا۔ پشاور سے لے کر کلکتہ تک کشمیر سے لے کر کنیا کماری تک ہر شخص اس تحریک کے زیر اثر معلوم ہونے لگا اس تحریک کی ہمہ گیری کا یہ عالم تھا کہ کلمہ گو لیڈروں کے ساتھ ساتھ مشرکین و ملحدین کے تمام بڑے سردار بھی اس بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے کے لئے میدان میں اتر پڑے۔

ایسے ماحول میں جب کہ خلافت کی دریوزہ گری کرنے والوں اور ترک موالات کے نام پر ترک دعوت دینے والوں کے جوش و خروش کے مقابل مزاحم ہونا انتہائی مشکل کام تھا امام احمد رضا نے سیاسی بصیرت اور مومنانہ جرآت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ترک

موالات اور ترک معاملات کی فقہی حیثیت بیان کی اور اس کے تمام پہلوؤں کو اس خوبی سے واضح فرمایا کہ کسی مجال انکار کی گنجائش نہ رہ گئی۔

امام احمد رضا نے سب سے پہلے ترک موالات اور ترک معاملات کا فرق بیان فرمایا کہ بلاشبہ کافر و مشرک سے کے مرد مومن موالات نہیں کرسکتا۔ کفر ظلمت' شرک نجاست اور اسلام و ایمان نور و طہارت کا نام ہے۔ نور کا ظلمت سے یارانہ کیا توحید کا شرک سے دوستانہ کیا؟... لیکن ہمیں اللہ و رسول نے ترک معاملات کا تو حکم کہیں نہیں دیا ہے ایسی صورت میں قائدین تحریک ترک موالات ہمیں ان سے ترک معاملات کی تلقین کس آیت اور کس حدیث کی بنیاد پر کرتے ہیں؟

امام احمد رضا نے بتایا کہ اسلام نے ہمیں صرف نصاریٰ سے ہی ترک موالات کا حکم نہیں دیا ہے' بلکہ اس حکم کے تحت وہ تمام کافر و مشرک بھی ہیں جو ہمارے مطیع و محکوم نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ صرف اور صرف نصاریٰ سے ترک تعلقات تک کے لئے اصرار کیا جارہا ہے اور عدم موالات کا مفہوم غلط بیان کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ جب کہ مشرکوں سے نہ صرف موالات کیا جارہا ہے' بلکہ انہیں اپنا رہبر اور پیشوا بھی بنایا جارہا ہے یہ کون سے اسلام نے اجازت دی ہے؟ کیا تمہیں معلوم نہیں **الکفر ملتہ واحدۃ** ایسی حالت میں کچھ سے ترک موالات اور کچھ سے دوستی خود فریبی اور مذہب سے ناواقفیت اور شریعت کو اپنے مزاج پر ڈھالنے کی ناپاک کوشش ہے۔

اس آہنی گرفت کے بعد تحریک ترک موالات کے قائدین بوکھلاہٹ کا شکار ہوگئے اور بت پرستوں سے اپنی دوستی ہی نہیں بلکہ ان کی قیادت پوری ملت اسلامیہ پر مسلط کرنے کے لئے طرح طرح کی دلیلیں پیش کرنے لگے اور آیت مبارکہ سے یہ استدلال شروع کردیا کہ قرآن نے ہمیں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے سے منع نہیں کیا ہے۔ اس مہمل استدلال کا جواب امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ نے اس طرح دیا ہے۔

" آیت کریمہ نے کچھ نیک برتاؤ والی مالی مواسات ہی کی تو رخصت دی ہے۔ یا یہ فرمایا کہ انہیں اپنا انصار بناؤ' ان کے گہرے یار غار ہوجاؤ۔ ان کے طاغوت کو اپنے دین کا امام ٹھہراؤ' امن کی جے پکارو۔ ان کی حمد کے نعرے مارو انھیں مساجد مسلمین باادب و تعظیم پہنچا کر مسند مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر لے جا کر' مسلمانوں سے اونچا بٹھا کر واعظ و ہادی مسلمین بناؤ ان کا ردا و جبہ اٹھاؤ۔ مساجد کو ان کی ماتم گاہ بناؤ۔ ان کے لئے دعاء مغفرت نماز جنازہ کے اعلان کراؤ ان کی موت پر بازار بند کرو۔ سوگ مناؤ۔ ان سے اپنے ماتھے پر قشقے لگاؤ ان کی خوشی کے لئے شعار اسلام بند کراؤ گائے کا گوشت کھانا گناہ ٹھہراؤ۔ کھانے والوں کو کمینہ بتاؤ۔ اسے مثل سور کے گناؤ خدا کی قسم کی جگہ رام کی دہائی لگاؤ۔ واحد قہار کے اسماء میں الحاد رچاؤ۔ اسے معاذ اللہ رام یعنی ہر چیز میں بسا ہوا ہر شئی میں حلول کئے ہوئے ٹہراؤ قرآن مجید کو رامائن کے ساتھ ایک ڈبے میں رکھ کر مندر میں لے جاؤ۔ دونوں کی پوجا کراؤ۔ ان کے سرغنہ کو کہو کہ خدا نے ان کو تمہارے پاس مذکر بنا کر بھیجا ہے۔ یوں معنی نبوت جماؤ۔ اللہ عزوجل نے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی تو فرمایا۔ **انما انت مذکر** تم تو نہیں مگر مذکر اور خدا نے تمہیں مذکر بنا کر بھیجا ہے۔ اس نے معنی رسالت کا پورا نقشہ کھینچ دیا۔ ہاں لفظ بچایا۔ اسے یوں دکھایا۔۔ نبوت ختم نہ ہوتی تو گاندھی جی نبی ہوتے۔ اور امام و پیشوا بجائے مہدی موعود تو صاف کہہ دیا۔ بلکہ اس حمد میں یہاں تک اونچے اڑے کہ خاموش از ثنائے تو حد ثنائے تست صاف کہہ دیا کہ آج اگر تم نے ہندو بھائیوں کو راضی کرلیا تو اپنے خدا کو راضی کرلیا۔ صاف کہہ دیا کہ ہم ایسا فکر بنانے کی فکر میں جو ہندو مسلم کا امتیاز اٹھادے گا صاف کہہ دیا کہ ایسا مذہب چاہتے ہیں' جو سنگم و پریاگ کو مقدس علامات ٹھہرائے گا۔ کیا آیت کریمہ **'لا ینھاکم' ان ملعونات' کفریات** کی اجازت دیتی ہے۔"

امام احمد رضا نے مذکورہ تحریر میں ترک موالات کے حامیوں کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے۔ اور قوم کو اس خطرے سے آگاہ کردیا ہے کہ آج اگر ۱۹۱۹ء میں تم نے مشرکوں کی لیڈری اور قیادت تسلیم کرلی اور ان کی خوشنودی کے لئے کسی شعار اسلام کو ترک کردیا تو تمام شعار اسلام کا وجود خطرے میں پڑجائے گا اور مشرکین تمہارے پورے اسلامی تشخص کو مٹانے کے درپے ہوجائیں گے۔

امام احمد رضا کی سیاسی بصیرت کو سلام کہ انھوں نے آج سے ۷۳ سال پہلے مستقبل کے جس بھیانک خطرے کو دیکھ لیا تھا آج اس کی ہیبت ناک شکل ہماری نگاہوں کے سامنے ہے۔

آج سے تہتر سال پہلے مشرکین کی جماعت نے جس منصوبے پر عمل شروع کیا تھا آج اس میں مزید شدت پیدا ہوگئی ہے اور مسلمانوں کے تشخص کو مٹانے کی سعی پیہم کی جارہی ہے۔ اگر بہت پہلے امام احمد رضا نے اپنی سیاسی بصیرت سے مسلمانوں کو متنبہ نہ کردیا ہوتا تو متحدہ قومیت کا بت اب تک سب کو نگل چکا ہوتا۔

جس طرح آج سے ۷۳ سال پہلے کچھ لوگوں نے جان بوجھ کر اپنی ہوس اقتدار کی تکمیل کے لئے یہ غلطی کی تھی کہ بعض کافروں سے عداوت اور بعض سے دوستی کا نعرہ لگایا تھا ٹھیک اس طرح پھر غلطی کی جارہی ہے۔ ایک طرف تو نصاریٰ سے تعلقات کی بنیاد پر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تکفیر کی جارہی ہے جو بالکل حق ہے۔ مگر دوسری جانب کسی نصرانی سے نہ صرف دوستی بلکہ سربراہی اور قیادت بھی سونپے جانے پر ہماری زبانیں نہ صرف یہ کہ خاموش ہیں بلکہ ہم مدح سرائی بھی کررہے ہیں کاش کہ ہم میں امام احمد رضا موجود ہوتے تو آج پھر اس دوہری پالیسی کے خلاف سینہ سپر ہوکر مسلمانان عالم کی صحیح رہنمائی فرماتے۔

تحریک ترک موالات کے ذمہ دار ہروہ قدم اٹھا رہے تھے جو قوم مسلم کو تباہی و بربادی کی آخری منزل پر پہنچا دے انہوں نے اس زمانے میں یہ نعرہ دیا کہ انگریزی حکومت سے اپنے اداروں کے لئے امداد لینا جائز نہیں اور اپنی درسگاہوں کا الحاق بھی نہیں کرانا چاہیے۔

امام احمد رضا ترک موالات کے حامیوں کی اس تجویز سے تڑپ اٹھے انہوں نے بجا طور پر محسوس کیا کہ اگر ان کے فریب میں آکر مسلمانوں نے اپنے تمام کالج بند کردیئے اپنے بچوں کو تعلیم دلانا موقوف کردیا اور تمام سرکاری عہدوں سے استعفاء دے دیا تو یہ ہماری قوم کی اجتماعی خودکشی ہوگی کیونکہ مشرکین نہ تو اپنے کالج بند کریں گے نہ ہی سرکاری عہدوں کو چھوڑیں گے بلکہ ہماری مخالفت کی وجہ سے اور زیادہ فائدہ اٹھائیں گے۔ اس طرح مسلمان زبردست نقصان میں پڑجائے گا۔ جس کی تلافی صدیوں میں نہ ہوسکے گی۔

اتفاق سے اسی دوران اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل پروفیسر حاکم علی صاحب کا استفتاء آگیا انہوں نے دریافت کیا تھا کہ ہم اپنے اسلامیہ کالج کے لئے حکومت وقت سے امداد لے سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اعلیٰ تعلیم کے ان اداروں کا الحاق (یونیورسٹیوں سے) کرانا جائز ہے یا نہیں۔ حضرت امام احمد رضا نے چونکہ اس تحریک کے مضمرات و مفسدات کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا جواباً" تحریر فرمایا۔

" وہ الحاق اور اخذ امداد اگر نہ کسی امر خلاف اسلام و مخالف شرع سے مشروط نہ اس کی طرف منحصر تو اس کے جواز میں کلام نہیں ورنہ ضرور ناجائز و حرام ہوگا" اس موقعہ پر مخالفین کی بدنیتی کو بے نقاب کرتے ہوئے ان کے قول و فعل کا تضاد بیان کرتے ہیں۔

" خود مخالفین کا طرز عمل ان کے کذب و دعویٰ پر شاہد ہے۔ ڈاک تار سے تمتع کیا مماثلت نہیں؟ فرق یہ ہے کہ اخذ امداد میں مال لینا ہے اور ان میں ان کے استعمال میں دینا ہے۔ عجب کہ مقاطعت میں مال دینا حلال ہے اور لینا حرام؟ "

مزید تحریر فرماتے ہیں:" مخالفین کہتے ہیں کہ

ریل۔ ڈاک۔ تار ہمارے ہی ملک ہیں ہمارے ہی روپے سے بنے ہیں "

جواباً" آپ نے لکھا ہے

" سبحان اللہ تعلیم کا روپیہ کیا انگلستان سے آتا ہے وہ بھی یہیں کا ہے تو حاصل وہی ٹھہرا کہ مقاطعت میں اپنے مال سے نفع پہنچانا مشروع اور خود نفع لینا ممنوع اس الٹی عقل کا کیا علاج۔"

امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ رحمتہ نے اپنی ۶۸ سالہ زندگی میں مفتی دین کی مسند پر جلوہ بار ہونے کے بعد سے عمر عزیز کے آخری لمحہ تک ہر ہر موڑ پر ہماری دینی رہنمائی کے علاوہ دین ہی کی روشنی میں سیاسی رہنمائی کی ہے وہی ہمارے لئے آج بھی مشعل راہ ہے۔

مولیٰ تبارک تعالیٰ ہمیں ان کی سیاسی بصیرت اور مذہبی رہنمائی سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

"محب محبوب حق احمد رضا خان"

۱۹۲۱ء

جمال حضور کان نور

۱۴۱۵ھ

خزینہ نور مدح حضور

۱۹۹۴ء

حامد غفار ہے احمد رضا
واصف سرکار ہے احمد رضا

حمد باری نعت سرور کے طفیل
چیدہ ابرار ہے احمد رضا

حمد کے لائق ہے ذات کردگار
مدح کا حقدار ہے احمد رضا

نعت ہے شایان شان مصطفیٰ
جن کا پیروکار ہے احمد رضا

زبدۃ الآثار ہے احمد رضا
بحجتہ الاسرار ہے احمد رضا

کاشف الاستار ہے احمد رضا
عمدۃ الاخیار ہے احمد رضا

حیدر کرار ہیں صہر رسول
حیدری کرار ہے احمد رضا

قصر دین پاک ہے ذات حسین
اور پہریدار ہے احمد رضا

عابد بیمار ہیں ابن حسین
آپ کا بیمار ہے احمد رضا

ذات باقر علم کی بنیاں ہے
علم کا مینار ہے احمد رضا

جعفر صادق نخاع صدق ہیں
شملہ دستار ہے احمد رضا

غوث اعظم شاہ پیراں پیر کا
ظل سایہ دار ہے احمد رضا

مرحبان دور حاضر کے لئے
حیدری تلوار ہے احمد رضا

گردن اعدائے دیں کے واسطے
خنجر خونخوار ہے احمد رضا

نجدیت کے فرق باطل کے لئے
تیر ہے تلوار ہے احمد رضا

جو رسول پاک کے گستاخ ہیں
ان کو رب کی مار ہے احمد رضا

حلق سے جن کے نہ اترا قول حق
ان کو سم الفار ہے احمد رضا

دیدۂ حق بیں نہیں جن کو نصیب
ان کو نوک خار ہے احمد رضا

رافع و ناصب سب ان کے ہیچ ہیں
سب کو حرف جار ہے احمد رضا

اہل سنت کی صیانت کے لئے
آہنی دیوار ہے احمد رضا

سنیت کا اہل سنت کے لئے — کامل المعیار ہے احمد رضا
مرکزیت ہے بریلی کو نصیب — نقطہ پرکار ہے احمد رضا
اچھے اچھوں سے بھی اچھا کیوں نہ ہو — غوث کا بیمار ہے احمد رضا
ایک میخانہ ہے مارہرہ شریف — ایک بادہ خوار ہے احمد رضا
جو گیا مست مئے ھو ہو گیا — خانہ خمار ہے احمد رضا
ایک مئے دو کیفیت یعنی کبھی — بیخود و سرشار ہے احمد رضا
اور اسی جام تولا سے کبھی — آگہہ و ہشیار ہے احمد رضا
اچھے پیارے کا چہیتا کیوں نہ ہو — خود بھی خوش اطوار ہے احمد رضا
زاہد خم ریز ہیں آل رسول — صوفی میخوار ہے احمد رضا
غوثیت کی شان ہیں آل رسول — غوثیت اظہار ہے احمد رضا
مخزن برکات ہیں آل رسول — محرم اسرار ہے احمد رضا
سید السادات ہیں آل رسول — سید سالار ہے احمد رضا
ہمدم و ہم راز ہیں آل رسول — مونس و غمخوار ہے احمد رضا
عالم ذی جاہ ہیں آل رسول — زینت دستار ہے احمد رضا
حسن کی سرکار ہیں آل رسول — عشق کا دربار ہے احمد رضا
مہر عالمتاب ہیں آل رسول — پرتو انوار ہے احمد رضا
دیدنی ہے چہرہ آل رسول — آئنہ رخسار ہے احمد رضا
احمد نوری کے فیض نور سے — مطلع انوار ہے احمد رضا
نوریوں میں پل کے نورانی ہوا — چاند سا ضوبار ہے احمد رضا
آگے پیچھے نوریوں کی بھیڑ ہے — مجمع الانوار ہے احمد رضا
جلوۂ حق آشکارا کیوں نہ ہو — آئنہ بردار ہے احمد رضا
ہر متاع دین و دانش ہے یہاں — مصطفیٰ بازار ہے احمد رضا
دور کا ہے اپنے یکتائے کمال — راس ہر سردار ہے احمد رضا
علم قرآن و حدیث و فقہ میں — بے سہیم کار ہے احمد رضا
فن معقولات و نحو و صرف میں — مثل سے بیزار ہے احمد رضا
بے عدیل و بے مثیل و بے بدیل — شاعر و نثار ہے احمد رضا
بحر ہست و بود و کان بود کا — گوہر شہوار ہے احمد رضا
کون سمجھے گا خدا کے بھید کو — عالم اسرار ہے احمد رضا

رب جسے توفیق دے اسپر فقط | ظاہر آں مقدار ہے احمد رضا
کارواں ہے جانب منزل رواں | قافلہ سالار ہے احمد رضا
شدت رنج و محن کی دھوپ میں | سایہ دیوار ہے احمد رضا
بیکسی اپنا ٹھکانا ڈھونڈلے | بیکسوں کا یار ہے احمد رضا
ہر نفس وقف درود پاک ہے | روز و شب بیدار ہے احمد رضا
علم جس کی ناز برداری کرے | وہ ترا کردار ہے احمد رضا
قدر جس کی قدر افزائی کرے | وہ تری سرکار ہے احمد رضا
فضل جس جا جلوہ آرائی کرے | وہ ترا دربار ہے احمد رضا
مرتبت جس کی پذیرائی کرے | وہ ترا گھر بار ہے احمد رضا

"امام احمد رضا کی ذات عالم اسلام کے لئے مشعل راہ ہے" ڈپٹی چیئرمین سینٹ

"فاضل بریلوی' جانشین امام غزالی تھے"۔ ڈاکٹر نبی بخش بلوچ

"فاضل بریلوی کا فارسی کلام شعر وادب کے حسین مرقع کے ساتھ ساتھ قرآن و حدیث کے مضامین کی تفسیر ہے" ڈاکٹر انعام الحق کوثر

"اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ میں علم کا سمندر موجیں مارتا نظر آتا ہے"۔ ڈاکٹر عبد الجبار جونیجو

"امام احمد رضا کا نعتیہ کلام عشق رسول سے لبریز ہے"۔ ڈاکٹر محمد اسحاق ابرو

اللہ تعالیٰ حضرت انسان کی پیدائش اور دنیا میں بھیجے جانے مقصد بتاتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے :

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (الذریت-۵۶)

ر میں نے جن اور آدمی اپنے ہی لئے بنائے کہ میری بندگی یں۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ نے جنات اور انسان کے علاوہ فرشتے بھی پیدا ئے ہیں جو مسلسل اس کی بندگی میں مصروف عمل ہیں۔ ان کو ست تک نہ موت ہے اور نہ ہی وہ بندگی میں کوئی کوتاہی تے ہیں۔ فرشتوں کو جن و انس کے مقابل کوئی اور مزید ذمہ ری بھی نہیں سونپی گئی مگر جن و انس کو تمام اقسام کی ذمہ ی کے ساتھ ساتھ اپنی بندگی کا حکم بھی دیا اگرچہ بندہ کا ہر جو اللہ کی اطاعت کے مطابق انجام دیتا ہے بندگی ہی کہلاتا ۔ انسان بندگی اپنے جسم کے تمام اعضاء کے ساتھ کرنے صلاحیت رکھتا ہے اور ہر عضو سے وہ بندگی کرتا ہے مثلاً ں سے قرآن پاک کی تلاوت اور صاحب قرآن صلی اللہ وسلم کا ذکر سننا بندگی ہے۔ مگر ان ہی کانوں سے گانا بجانا یا ی گفتگو نہ سننا بھی بندگی ہے۔ آنکھوں سے ماں باپ کے ے کو تکنا بندگی ہے مگر ان ہی آنکھوں سے فحش اور لغو کام یکھنا بھی بندگی ہے۔ اسی طرح ہاتھوں سے اپنے کنبے کے حلال روزی کمانا ایک طرف بندگی ہے تو دوسری طرف ان ہی ہاتھوں سے دوسرے مسلمان بھائی کو ایذا نہ دینا بھی بندگی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے احکام "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" بندگی کا راز ہیں۔ کوئی عمل اس کی رضا کے لئے کرنا اور اسی کی رضا کے لئے نہ کرنا بندگی کہلاتا ہے۔ اس لحاظ سے حضرت انسان کے تمام اعضاء اس کے لئے بڑی نعمت ہیں کیونکہ جسم کے ہر عضو سے اس کی بندگی کی جاتی ہے۔ ان تمام اعضاء میں زبان ایک اہم نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے صحیح استعمال کی طرف نشاندہی فرماتا ہے :

واما بنعمت ربک فحدث (الضحی-۱۱)

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (کنزالایمان)

یہاں اللہ تعالیٰ ایک خاص نعمت کا ذکر کرکے ارشاد فرمارہا ہے کہ ہماری دی ہوئی خاص نعمت کا خوب اہتمام کے ساتھ اپنی زبان سے چرچا کرو مگر اس جگہ اللہ تعالیٰ نے' نہ خاص نعمت کی نشاندہی فرمائی اور نہ ہی چرچا کرنے کا طریقہ' وقت' تعداد' کلمات وغیرہ کا ذکر کیا کہ اس نعمت کا کن الفاظ میں چرچا کیا جائے یہ نہیں بتایا البتہ اسی سورۃ کی پچھلی دس آیات میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف بیان کررہا ہے جس کو اعلیٰ حضرت نے اپنے اشعار میں اس طرح پرویا ہے :

ہے کلامِ الٰہی میں شمس و ضحیٰ ترے چہرہ نورفزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دو تا کی قسم
(حدائق بخشش)

قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ کی تفاسیر پر نظر ڈالنے سے بھی اس کی نشاندہی ہوئی کہ یہاں نعمت سے مراد قرآن اور صاحب قرآن دونوں ہیں چنانچہ امام رازی، امام حنبل اور ملا واعظ کاشفی اپنی تفاسیر میں امام مجاہد کا یہ قول نقل کرتے ہیں

قال مجاہد : تلک النعمتہ ھی القرآن' فان القران اعظم ماانعم اللہ بہ علی محمد علیہ

امام مجاہد فرماتے ہیں کہ یہاں نعمت سے مراد قرآن ہے اور بیشک یہ قرآن جو اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انعام کے طور پر عطا کیا گیا۔

دوسرے قول میں امام مجاہد فرماتے ہیں :

عن مجاہد ان تلک النعمتہ ھی النبوۃ

امام مجاہد سے روایت ہے کہ یہاں نعمت سے مراد (صاحب قرآن کی) نبوۃ ہے۔

بیشک امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم دونوں عظیم نعمت ہیں اور اسی ایک نعمت کا خوب چرچا کرنے کا اللہ تعالیٰ حکم دے رہا ہے۔ قرآن پاک خود بھی ایک اور مقام پر اسی خاص نعمت کی نشاندہی فرمارہا ہے جس سے اس موقف کی حمایت حاصل ہوتی ہے کہ آیت میں نعمت سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے۔ قرآن پاک ارشاد فرمارہا ہے :

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسول من انفسھم۔ (آل عمران)

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ (کنزالایمان)

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مسعود کو امت کے لئے احسان عظیم بتارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس نعمت کے دئے جانے کو احسان تعبیر فرمارہا ہے۔ یقیناً امت کے لئے آپ کی ذات نعمت کبریٰ ہے۔ اسی عظیم ہستی کے خوب خوب چرچا کرنے کا حکم بھی دیا جارہا ہے۔ یہ چرچا زبان سے بہتر اور کوئی عضو نہیں کرسکتا۔ امام احمد رضا خاں اپنے کلام میں ارشاد فرماتے ہیں۔

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انھیں
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

کیونکہ :

زمین و زماں تمھارے لئے
مکین و مکاں تمھارے لئے
چنین و چناں تمھارے لئے
بنے دو جہاں تمھارے لئے
دہن میں زباں تمھارے لئے
بدن میں ہے جاں تمھارے لئے
ہم آئے یہاں تمھارے لئے
اٹھیں بھی وہاں تمھارے لئے

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کو اپنے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک سے بھی گہرا لگاؤ ہے۔ آپ فرماتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام "محمد" اتنا میٹھا ہے کہ اگر انسان کی زبان پر کسی وقت بھی جاری ہو جائے تو اس کو ایک عجیب لذت محسوس ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینے کے ساتھ ہی عجیب کیف و سرور حاصل ہوتا ہے اور نام لیتے ہی وجد کی کیفیت میں انسان اپنے دونوں لبوں کو چوم لیتا ہے۔ آپ نے اس کیفیت کا اظہار اپنے مندرجہ ذیل شعر میں کیا

ہے :

لب پہ آجاتا ہے جب نام جناب منہ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب
وجد میں ہو کے ہم اے جاں بیتاب اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے آیت بالا میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور آیت شریفہ میں اس ذکر کو دہرایا اور بتایا کہ جس طرح میں اور میرے فرشتے ان کا ذکر کررہے ہیں ویسے ہی تم بھی کرو۔

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی ط یاایھاالذین امنوا صلو علیہ وسلموا تسلیما۔ (الاحزاب۔۱۵۶)

"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر' اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو"

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور خوب سلام بھیجنے کا حکم دیا جو درحقیقت اللہ تعالیٰ اور تمام فرشتوں کی سنت بھی ہے ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ جس طرح ہم اور ہمارے تمام فرشتے درود بھیج رہے ہیں اسی طرح تم بھی عمل کرو مگر اہل ایمان فرشتوں کو درود بھیجتا دیکھ رہے ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے کے عمل کو دیکھنا ممکن ہے اس لحاظ سے طریقہ' کلمات' وقات' مقدار اہل ایمان پر چھوڑ دی کہ جتنا چاہو' جیسے چاہو' جس قدر چاہو' جن کلمات کے ساتھ چاہو میرے حبیب پر دورد وسلام بھیج کر میری سنت ادا کرو اور حکم کی تعمیل کرتے ہوئے زبان سے ان کا چرچا کرتے رہو۔ نماز کے اندر درود سلام بھیجو کہ اس کے بغیر نماز ممکن نہیں ہوسکتی ہاں نماز سے قبل یا بعد بس بھیجنا تمھاری محبت پر منحصر ہے۔ اذان کے دوران **اشھدان محمد رسول اللہ** سن کر درود بھیجنا واجب ہے مگر اذان سے پہلے اور اذان کے بعد دردو سلام بھیجنا تمھاری محبت کی کسوٹی ہے اب رہے زندگی کے باقی اوقات تو ان لمحات میں زبان کا سب سے بہتر استعمال میرے محبوب کا چرچا کرکے کیا جا سکتا ہے۔ بجائے اس کے کہ اس زبان سے جھوٹ' غیبت' چغلی' گالی' فحش گفتگو نکلے بہتر ہے کہ اس زبان سے درود و سلام کی لڑیاں جاری ہوں۔ اعلیٰ حضرت خود زبان کا یوں استعمال فرماتے ہیں

وصف رخ ان کا کیا کرتے ہیں شرح والشمس وضحیٰ کرتے ہیں
ان کی ہم مدح و ثناء کرتے ہیں جن کو محمود کہا کرتے ہیں
رفعت ذکر ہے تیرا حصہ' دونوں عالم میں تیرا چرچا
مرغ فردوس پس از حمد خدا' تیری ہی مدح و ثناء کرتے ہیں

امام احمد رضا علیہ الرحمہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء خوانی دنیا میں کرنے کے ساتھ ساتھ یوم النشور میں بھی کرنے کا خواہش مند ہیں۔ روز محشر جو پچاس ہزار برس کے برابر کا دن ہوگا اس میں کسی قسم کی بھی عبادت وغیرہ کا اہتمام نہیں ہوگا ہر کوئی اپنے نامہ اعمال کے تولے جانے کا منتظر ہوگا۔ اس دوران اہل عشاق یقیناً اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کے ساتھ وقت گزاریں گے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ بھی اسی مدح سرائی کے آرزومند نظر آتے ہیں کہ اے کاش لواء الحمد کے نیچے جب ہم سب جمع ہوں تو اس وقت بھی ہماری زباں سے اسی نعمت کبریٰ اور اللہ کے احسان عظیم کا چرچا جاری رہے۔ آپ فرماتے ہیں :

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لوا کے تلے ثناء میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لئے

اعلیٰ حضرت روز محشر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء خوانی کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ ہم کیا وہاں تو تمام انبیاء و رسل صحابہ و اولیاء سب کا یہی مشغلہ ہوگا اور سب کی زبان پر بس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر جاری ہوگا۔

کلیم و نجی مسیح و صفی خلیل و رضی رسول و نبی
عتیق و وصی غنی و علی ثناء کی زباں تمھارے لئے

امام اہلسنت روز محشر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وارفتگی کا ایک اور منظر پیش کرتے ہیں :

حشر میں کیا کیا مزے وارفتگی کے لوں رضا
لوٹ جاؤں پا کے وہ دامان عالی ہاتھ میں

شفیع روز محشر، مالک حوض کوثر، صاحب مقام محمود، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم روز قیامت اپنی امت کی حاجت روائی کے لئے ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں اور ان کے درود و سلام کی گونج میں تین مقامات پل صراط، حوض کوثر اور میزان عدل پر موجود رہیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سواری تینوں مقامات پر آتی جاتی رہے گی۔ آپ کی سواری کی آمد کا پتہ فرشتوں کے درود و سلام کی گونج سے ہوگا کہ آپ کہاں سے کہاں جارہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت اسی ماحول کو ان فریادی الفاظ میں بیان کررہے ہیں کہ :

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور

اے کاش حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خدمت گار فرشتوں کے ساتھ جلد از جلد میری نظروں کے سامنے بھی آجائیں اور آپ کی سواری تمام مسلمان بھی دیکھیں اور سب اپنی زبان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و شوکت پر نذرانہ پیش کریں یعنی

بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

آخر میں امام احمد رضا محدث بریلوی ایک آخری تمنا کا اظہار فرما رہے ہیں کہ کاش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے یہ مقدس فرشتے اس عبد مصطفیٰ احمد رضا کو بھی درود و سلام کا نذرانہ پیش کرنے کا اشارہ کردیں :

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا

بس اسی وقت زبان پر یہ ترانہ جاری ہوجائے :

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے **واما بنعمتہ ربک فحدث لہٰذا** اس کی تکمیل حشر میں بھی ہونی چاہئے کہ وہاں بھی ان کی مدح سرائی زبان پر جاری رہے اس ذات کا چرچا وہاں بھی جاری رہے اور ہم کیا اس کی مدح سرائی کریں کہ خود باری تعالیٰ اس کی مدحت بیان فرماتا رہتا ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں :

اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

(ڈاکٹر مدد علی قادری، سندھ یونیورسٹی، جامشورو سندھ)

"حضرت امام احمد رضا خان بریلوی نہ صرف عظیم عالم دین، ایک عظیم مدبر، ایک عظیم سائنس داں، ایک عظیم فلسفی تھے بلکہ آپ ایک عاشق رسول تھے۔"

امام احمد رضا اور اردو ادب

ڈاکٹر فاروق احمد صدیقی (بہار یونیورسٹی بھارت)

امام احمد رضا عبقری شخصیت کے مالک تھے۔ وہ ایک بلند پایہ عالم دین، بے مثال فقیہ، بے عدیل محدث، لاجواب متکلم، عظیم مصنف اور ممتاز شاعر کی حیثیت سے برصغیر میں ہی نہیں سارے عالم اسلام میں امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کی عظمت و جلالت آج بھی مسلم ہے۔ ان کی گوناگوں خوبیوں اور متنوع کارناموں کا احاطہ آسان نہیں ہے۔ جہاں تک اردو ادب سے ان کے تعلق کا سوال ہے تو ظاہر ہے ان کے رشحات قلم کا بیشتر سرمایہ اردو ہی میں ہے۔ بحیثیت شاعر اور بحیثیت نثر نگار انہوں نے اردو ادب کو جو کچھ بخشا ہے اس سے کسی ناواقف ہی کو انکار ہو سکتا ہے۔ ان کی اردو شاعری انہیں مالک سخن کا تاجدار بناتی ہے۔ انہوں نے اپنی نعتیہ شاعری میں جو نفیس و لطیف اور کوثر و تسنیم سے ڈھلی ہوئی زبان استعمال کی ہے اور فکر و فن کی جس تازگی و لالہ کاری کا مظاہرہ کیا ہے وہ اردو کے چند اساتذہ کے علاوہ اور کسی کو میسر نہیں، فن شاعری کے جملہ محاسن ولوازم سے ان کا کلام معمور ہے۔ مگر یہ تاریخ ادب اردو کی حرماں نصیبی ہے کہ نعت گوئی کو تنقید و تاریخ میں اب تک وہ توجہ حاصل نہیں ہوئی جس کی وہ مستحق ہے۔ مذہبی رنگ میں ہونے کے باوجود اگر مرثیے کو صنف سخن کی حیثیت سے اعتبار و وقار حاصل ہے تو نعت کی صنف اس سے کہیں زیادہ اپنا ادبی مرتبہ تسلیم کرانے کا حق رکھتی ہے۔ شکر ہے کہ آج سے چوتھائی صدی پیشتر کلام رضا کی طرف سے جو مجرمانہ بے توجہی تھی اب نہیں رہی کوئے رضا سنسان نہیں آباد ہے دھوم مچانے والے بیدار ہو گئے ہیں۔

امام احمد رضا کی شاعری پر تو خیر خاصا کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ اس لئے میرا موضوع ان کی نثری کارناموں تک محدود ہے۔

ان کی نثری خدمات بے شمار تصنیفات و تالیفات پر مشتمل ہیں اور ان میں مذہبی مسائل فتاوی اور ترجمہ ہی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ظاہر ہے کہ ان موضوعات کی اپنی حدیں ہیں ان میں تخلیقیت کی گنجائش نہیں اور ادبیت کا ایک حصہ تخلیقی جوہر سے ہی عبارت ہوتا ہے جب کہ فقہ، حدیث، قرآنیات اور علم کلام میں علمی زبان کا استعمال ہوتا ہے۔ اہل نظر علمی اور ادبی زبان کے فرق سے آشنا ہیں۔ فتاوی کے علاوہ جو کتابیں اور مسائل انہوں نے تحریر کئے ان کا ایک فکری نصب العین ہے۔ چند مقاصد خاص کے تحت انہوں نے موضوع لوح و قلم کو عزت بخشی۔ انہوں نے موضوع ہی کو اصل و اساس سعی تحریر سمجھا اس لئے ان کا سارا زور بیان اپنے افکار و خیالات کے موثر ابلاغ کے لئے وقف ہے۔ ان کی نظر اس حقیقت سے واقف تھی کہ حقائق کی زمین اس قدر سنگلاخ ہوتی ہے کہ باطل خیالات شیشے کے برتن کی طرح ٹوٹ جاتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے اپنے اسلوب نگارش کو مزین کرنے کی کوئی شعوری کوشش نہیں کی۔ اس کے باوجود ان کے جملوں کی ترتیب میں ایک مخصوص آہنگ ملتا ہے جو عربی و فارسی الفاظ و تراکیب سے مملو ہونے کے باوجود سماعت کو ناگوار نہیں معلوم ہوتا بلکہ کانوں میں رس گھولتا نظر آتا ہے۔ ایک اقتباس ملاحظہ فرمایئے۔

"زیر نظر مسئلہ کے متعلق سرائے سخن کے کناروں سے دو چمکتے ہوئے ستارے لائے ہیں۔ ایک کالشمس وضحٰھا اور دوسرا کالقمر اذا تلٰھا۔ جو شخص صحت مند آنکھ اور قابل نور علم دل رکھتا ہے اس کی بصارت و بصیرت کو ان ستاروں کی کاشف ظلمات تجلیات سے اچھی طرح کامیابیاں مہیا اور مبارک ہوں"

مجموعہ رسائل ردمرزائیت

امام احمد رضا کے عہد میں اگر چہ علی گڑھ تحریک کے زیر اثر سلیس وبا محاورہ نثر نگاری کی روایت چل پڑی تھی، تاہم بہت سارے اہل قلم حضرات قدیم اسلوب نگارش سے پیچھا نہیں چھڑا سکے تھے۔ فارسی کے مخصوص طرز کے زیر اثر ایسے اہل قلم اپنی تحریروں میں صنائع وبدائع کا استعمال کرتے تھے اور اپنی قادر الکلامی و زوربیان کی نمائش کی غرض سے مقفی عبارت آرائی کے بھی دلدادہ تھے۔ لیکن امام احمد رضا نے کبھی ایسی پر تصنع عبارت آرائی کی کوشش نہیں کی۔ ان کا مقصد اعظم دین کی تجدید و تبلیغ تھا اور ایک مجدد و مبلغ مصنوعی طرز بیان سے کام نہیں لیتا۔ اس لئے انہوں نے ہر جگہ فطری انداز بیان اختیار کیا۔ تاکہ ان کی زبان میں ازدل خیزد بردل ریزد کی شان باقی رہے۔ لیکن اس احتیاط کے باوجود ان کا اشہب قلم مستی و روانی میں ادب ولطافت کی پھلجھڑیاں چھوڑتا ہوا گزر گیا ہے اور بے ساختہ مقفی جملے ان کے نوک قلم سے ٹپک پڑتے ہیں۔ اس طرح کی ایک خوبصورت مثال ملاحظہ کیجئے۔

"نصوص کے دریا ہیں چھلکتے اور حب مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چاند چمکتے، اور تعظیم حضور کے سورج دمکتے اور ایمان کے تارے جھلکتے اور حق کے باغ لہکتے اور تحقیق کے پھول مہکتے اور ہدایت کے بلبل چہکتے اور نجدیت کے کوے سسکتے اور وہابیت کے بوم بلکتے اور مذبوح گستاخ پھڑکتے۔"

خالص الاعتقاد ص ۷۴
ناشر سنی رضوی اکیڈمی ماریشش

اس طرح کی ایک اور عبارت ملاحظہ فرمایئے۔

"پیٹ بھر کر قیام لیل کا شوق رکھنا بانجھ سے بچہ مانگنا ہے۔ جو بہت کھائے گا بہت پیئے گا بہت سوئے گا جو بہت سوئے گا آپ ہی خیرات و برکات کھوئے گا"

امام احمد رضا اور تصوف
مرتبہ مولانا احمد اعظمی مصباحی

امام احمد رضا کی تصنیفات کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ن کو قدرت نے اک خامہ زرنگار عطا فرمایا تھا اگر وہ شعوری طور انشا پردازی کے میدان میں قدم رکھتے تو اردو نثر کے عناصر خمسہ محمد حسین آزاد، شبلی، حالی، سرسید اور نذیر احمد سب پر سبقت لے جاتے۔ مگر اس عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دین کے داعی و مفسر کو اتنی فرصت کہاں کہ اپنے اسلوب نگارش کو نکھارنے کی طرف توجہ کرتا۔ یہ میرا دعویٰ محض نہیں، میں نے جوش عقیدت میں کوئی نعرہ مستانہ نہیں بلند کیا ہے، بلکہ بڑی ادبی دیانتداری اور ذمہ داری سے اس بات کا اعلان و اظہار کررہا ہوں کہ نثر میں شاعری کرنا امام احمد رضا کے لئے کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ مندرجہ ذیل اقتباسات دیکھئے۔

"تجلی جمال کے آثار سے لطف و نرمی و راحت و سکون ونشاط وانبساط ہے، جب یہ قلب عارف پر واقع ہوتی ہے، دل خود بخود ایسا کھل جاتا ہے جیسے ٹھنڈی نسیم سے تازہ کلیاں، یا بہار کے مینہ سے درختوں کی کنچھیاں، اور تجلی جلال کے آثار سے قہروگرمی و خون تلب، جب اس کا ورود ہوتا ہے، قلب بے اختیار مرجھاتا ہے، بلکہ بدن گھلنے لگتا ہے"۔

کشف حقائق واسرار دقائق صفحہ ۴

"وہی اک نور ہے کہ جب قریب افق جانب مشرق سے طولانی شکل پر چمکتا ہے، اس کا صبح اول نام رکھتے ہیں پھر جب پھیلتا ہے وہی صبح صادق ہوتی ہے، پھر جب سرخی لاتا ہے وہی شفق ہے جب دن نکلتا ہے وہی دھوپ ہے"

کشف حقائق اسرار دقائق صفحہ ۵

مندرجہ بالا عبارات کا جمالیاتی حسن زبان دل سے یہ ادعا کررہا ہے کہ امام احمد رضا ملک سخن کے ہی تاجدار نہیں بلکہ اقلیم نثر کے بھی شہریار ہیں۔ جیسا موضوع ہوتا ویسا ہی پیرایہ بیان اختیار فرماتے ہیں۔ اور ایسا وہی کرسکتا ہے جس کو زبان و بیان پر غیر معمولی عبور حاصل ہو، عربی و فارسی سے طبیعت کی گہری مناسبت کے باوجود وہ ٹھیٹ ہندوستانی الفاظ کے استعمال پر بھی قادر تھے اور اقتضائے مقام کے تحت وہ روز مرہ کی زبان میں بھی بلا تکلف گفتگو کرسکتے تھے۔ مثال کے طور پر یہ عبارت دیکھئے۔

"حال کے زمانے میں صناع ایسی ایسی چڑیاں بنالیتے ہیں کہ بولتی بھی ہیں ہلتی بھی ہیں۔ دم بھی ہلاتی ہیں اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں بمبئی اور کلکتے

میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں"

مجموعہ رسائل رد مرزائیت صفحہ ۶۱

کتنی سادہ بے تکلف زبان ہے، مگر سپاٹ پن نام کو نہیں، ایک خاص لطف و دلکشی کا احساس ہوتا ہے۔ بلا شبہ وہ اردو ادب کے مزاج شناس تھے۔ ہر موقعہ ہر مقام پر وہی اسلوب اختیار کیا ہے جو اس کا اقتضا تھا۔ وہ جو کچھ لکھتے تھے کامل غور و فکر کے بعد۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے اسلوب میں دلائل کی بھرمار ہوتی تھی۔ مگر دلائل کی کثرت نے ان کے اسلوب کی شگفتگی کو کہیں مجروح نہیں کیا ہے اور اردو نثر میں یہی ان کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ کی نفی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"کیوں تسلیم کا مقام خالی دیکھتا ہوں، خلاف کا چہرہ خوش، انصاف کا چہرہ شرم و حیاء سے زرد، اور کاغذ کی پیشانی شرمناک باتوں سے سیاہ، خدا کی پناہ، لیکن قادر مطلق جل جلالہ جس نے **مصطفی** صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور خاص سے پیدا فرمایا اور خورشید درخشانندہ و بدر درخشندہ کو ان کی سرکار کا ادنی گداگر بنایا، کیا وہ یہ نہیں کرسکتا کہ ہمارے سرو جانفزا کو بغیر سایہ کے پرورش فرمائے اور وہ شاخ گل جس کے ہر رگ و برگ پر ہزاروں چمنستان قربان ہوں۔ پاکیزگی کی نہر پر گل زمین لطافت سے ہر قسم کی کثافت سے پاک پیدا ہو"

مجموعہ رسائل صفحہ ۱۳۹

یہاں زور بیان نے ان کی عبارت کا وزن و وقار بڑھادیا ہے اور قوت استدلال نے اس کے حسن میں چار چاند لگادیے ہیں

امام احمد رضا کی ادبیت اس مقام پر شوکت، دبدبہ کے ساتھ نمودار ہوتی ہے جب وہ کسی گستاخ رسول کی سرکوبی کررہے ہوں یا باطل خیالات کے **بخیئے** ادھیڑ رہے ہوں، یہاں ان کی تحریروں میں شمشیر کی تیزی اور بحر مواج کی سی کیفیت نظر آتی ہے بخوف طوالت مثالوں سے صرف نظر کرتا ہوں ـــــ میں نے محض چند رسائل و کتب کے حوالے سے امام احمد رضا کی ادبیت کے موضوع پر اک تشنہ و ناتمام سی گفتگو کی ہے، اگر ان کے تمام رسائل و کتب سامنے ہوں (جو مجھے دستیاب نہیں) تو اس موضوع پر بھرپور کام ہوسکتا ہے کیونکہ

ابھی اس بحر میں باقی ہیں لاکھوں لولوئے لالا

(سابق ایڈیٹر انچیف روزنامہ جنگ، میر خلیل الرحمٰن مرحوم)

"امام احمد رضا جیسے علوم و فنون پر دسترس رکھنے والے عالم دین کہیں صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ وہ دینی اور دنیاوی علوم میں یکتا تھے۔"

امام احمد رضا کا نظریہ مد و جزر

از
پروفیسر ابرار حسین (راولپنڈی)

امام احمد رضا خان کو اپنے ہم عصر علمائے کرام میں ایک منفرد مقام حاصل ہے۔ آپ کئی علوم عقلیہ میں بھی کمال کی مہارت رکھتے تھے۔ اس کا بین ثبوت آپ کی مایہ ناز تصنیف "فوزمبین" ہے جس کا مقدمہ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد کے پر مغز تعارف کے ساتھ "معارف رضا" (شمارہ ۱۹۸۳ء) میں شائع ہو چکا ہے۔ اس تصنیف کے نفس مضمون سے متعلق راقم الحروف کا ایک مقالہ "معارف رضا" (شمارہ ۱۹۸۵ء) میں چھپ چکا ہے "فوزمبین" میں امام احمد رضا خان نے حرکت زمین کے نظریے کو عقلی دلائل سے رد کیا ہے۔ مروجہ نظریے کا سرچشمہ نیوٹن کا نظریہ جاذبیت اور کشش ثقل ہے اس تصنیف میں ان نظریات کا انتہائی موثر انداز میں بطلان کیا گیا ہے۔

ہم لوگ بھی جو علوم عقلیہ انگریزی زبان میں پڑھ چکے ہیں نیوٹن کی شہرہ آفاق کتب کے انگریزی تراجم کو آسانی سے نہیں سمجھ پاتے۔ کئی اصطلاحات تبدیل ہو چکی ہیں۔ پرانے ریاضیاتی عوامل میں طرز استدلال واضح نہیں۔ حیرانی کی بات ہے کہ امام احمد رضا خان جن کی لاطینی یا انگریزی دانی کا کوئی ثبوت نہیں کس طرح نیوٹن پر عبور حاصل کر سکے؟ ان کا نیوٹن کی تصانیف کا مطالعہ بہت عمیق تھا جیسا کہ فوزمبین کے حواشی سے ظاہر ہے جہاں آپ نے نیوٹن کی تصانیف کے حوالہ جات درج کئے ہیں۔ علاوہ ازیں نیوٹن کی تصانیف میں تضادات اور ابہامات کی کئی جگہ نشاندہی کی ہے۔

نیوٹن نے اپنے نظریات کی تائید میں جن شواہد کو پیش کیا ہے ان میں مدوجزر کافی اہم ہیں مدوجزر میں کافی خصوصیات ایسی ہیں جن سے نیوٹن کے نظریات کو تقویت پہنچتی ہے اس لئے اس نے ان کا تفصیل سے جائزہ لیا ہے۔ "فوزمبین" میں بڑے اچھوتے انداز سے نیوٹن کے استدلال کو رد کیا گیا ہے۔ اس مقالے میں اسی ابطال کا ایک خاکہ پیش کیا جا رہا ہے۔

مدوجزر اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے۔ بحری تجارت، بندرگاہوں کا نظام، دلدل زمین کی بازیابی، ساحل پر موجوں کا اترنا۔ ان سب میں مدوجزر کا کردار بڑا اہم ہے۔

مقدمہ "فوزمبین" کے نکتہ ۲۱ میں نیوٹن کے حوالہ سے مدوجزر کی اہم خوبیاں یوں بیان کی گئی ہیں:

"ہر شبانہ روز میں (دراصل ۲۴ گھنٹہ ۵۰ منٹ کے وقفہ کے دوران) دوبار سمندر میں مدوجزر ہوتا ہے..... جس وقت زمین کے اس طرف اٹھتا ہے ساتھ ہی دوسری طرف بھی یعنی قطر زمین کے دونوں کناروں پر ایک ساتھ مد ہوتا (اور ایک ساتھ جزر) یہ جذب قمر کا اثر ہے۔ لہٰذا جب قمر نصف النہار پر آتا ہے اس کے چند ساعت بعد حادث ہوتا ہے۔ آفتاب کو بھی اس میں دخل ہے لہٰذا اجتماع و مقابلہ نیرین کے ڈیڑھ دن بعد سب سے بڑا مد ہوتا ہے (اسی طرح سب سے چھوٹا جزر) مگر اثر شمس بہت کم ہے..... جاڑوں میں صبح کا مد شام کے مد سے زیادہ بلند ہوتا ہے اور گرمیوں میں بالعکس چھوٹے سمندروں، بڑے دریاؤں اور ان پانیوں میں جن کو خشکی محیط ہے نہیں ہوتا۔"

زمانہ قدیم سے قمر کو مدوجزر کا سبب مانا جاتا رہا ہے۔ قمر اور مدوجزر کی کئی خصوصیات میں مطابقت پائی جاتی ہے۔ ۲۴ گھنٹہ ۵۰ منٹ وہ وقفہ ہے جس کے دوران زمین ایک بار چاند کے حوالہ سے گھوم جاتی ہے۔ دو متواتر مدوں کی بلندی میں عدم مساوات پائی

جاتی ہے لیکن یکے بعد دیگرے مدوں کی بلندی تقریباً برابر ہو جاتی ہے یہ بھی قمر کے خط جدی، خط استوا یا خط سرطان پر قمری یوم کے دوران واقع ہونے کے مطابق ہے۔ مہینہ کے دوران دو سب سے بڑے مد ہوتے ہیں (یعنی ۷۵ء ۱۴ دن بعد) جن کی بلندی عام مد سے تقریباً ۲۰ فیصد زیادہ ہوتی ہے یہ ماہ نو اور ماہ کامل سے مطابقت رکھتے ہیں۔ اسی طرح دو سب سے چھوٹے جزر اس وقت ہوتے ہیں جب قمر اور آفتاب زمین کے لحاظ سے ۹۰ درجے پر ہوں قمری ماہ میں چاند ایک بار زمین کے نزدیک ترین ہوگا اور اس دن سب سے بڑا مد ہوگا اور اسی طرح ایک دن دور ترین ہوگا جس پر سب سے چھوٹا جزر ہوگا۔

نیوٹن نے مدوجزر کا ہونا جذب قمر کو قرار دیا ہے۔ اس کی رد میں اعلیٰ حضرت نے جو دلائل دیئے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) چاند زمین کے ایک طرف واقع ہے قطر زمین کے دوسرے کنارے پر مد کس طرح واقع ہوگیا یہ جذب نہ ہوا رفع ہوا۔ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ دوسری جانب زمین میں پانی سے زیادہ جذب ہوا اور وہ قریب تر ہوگئی جس سے پانی اڑ گیا۔ آج کل اس حقیقت کو TRACTIVE FORCE کی کارکردگی قرار دیتے ہیں یہ قوت زمین کے متوازی ہوتی ہے۔

(۲) کرہ زمین کو آب و خاک کا مجموعہ قرار دیا گیا ہے اور جذب صرف آب پر ہوتا ہے جو گزشتہ بیان کی نفی ہے۔

(۳) اگر تمام اجزا جدا جدا حرکت کر رہے ہیں تو ہوا کو جو کہ اقرب بھی اور الطف بھی ہے حرکت کرنا چاہئے تھا اور "اس طرح نہ سطح زمین پر پانی ہوتا اور نہ سطح آب پر ہوا۔ ہر دو کے بیچ میں خلا ہوتا"

(۴) کشش قمر سے مد ہوتا تو اس وقت ہوتا جب قمر عین نصف النہار پر تھا لیکن یہ ہوتا اس وقت ہے جب نصف النہار سے گزرے قمر کو کئی گھنٹے ہو چکتے ہیں۔ نیویارک میں یہ تفاوت پونے آٹھ گھنٹے ہے۔ اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ پانی کا سکون اسے فوراً اثر جذب قبول نہیں کرنے دیتا۔ اعلیٰ حضرت نے اس سے کچھ نتائج اخذ کئے ہیں۔

(۱) امتداد سبب اشتداد سبب سے زیادہ موثر ہے۔

(ب) جب پانی مقاومت کرتا ہے زمین اس سے زیادہ مزاحم ہوگی۔ دوسری جانب کا مد زمین کے اثر پذیر ہونے سے تھا وہ دیر میں اثر قبول کرے گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دونوں ایک ساتھ نہ ہوں۔

(ج) دو کی بجائے چار مد ہونے چاہئیں دو پانی کے متاثر ہونے سے اور دو زمین کے متاثر ہونے سے یہ بھی ہو سکتا ہے۔ تب جانب مواجہ قمر میں چار مد ہوں اور طرف مقابل میں دو کہ باتباع زمین ہیں۔

(۵) جذب کے اثر میں دیر کی وجہ قعر دریا اور کناروں میں پانی کی حرکت بھی بتائی گئیں۔ اس کا بھی بطلان کیا گیا ہے کہ نہ قعر میں ہوا اور نہ اوپر کی ہوا کا قعر پر اثر ہوتا ہے۔ کناروں کی حرکت ہوا سے ہے۔

(۶) چھوٹے پانیوں میں مد کیوں نہیں ہوتا۔ دریاؤں کے دہانوں میں جہاں وہ سمندر میں گرتے ہیں مد واقع ہوتا ہے لیکن وہ دریائی مد نہیں۔ سمندری مد ہے۔ اس کے مختلف جواز دیئے گئے ہیں۔ پانی چھوٹے ہوتے ہیں قمر جب سمت الراس پر آتا ہے سارے پانی کو ایک ساتھ کھینچتا ہے اس صورت میں اس کا گھٹنا بڑھنا ضرور محسوس کرنا چاہئیے۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قمر سمت الراس سے جلد گزر جاتا ہے اور پانی چھوٹا ہونے کی وجہ سے اس پر اثر نہیں ہونے پاتا۔ اگر ایسا ہوتا تو بڑے سمندر میں بھی اثر نہیں ہوتا۔

(۷) سوائے وقت اجتماع و مقابلہ پانی پر نیرین کا گزر ہر روز جدا جدا ہوتا ہے کیا آفتاب پانی کو جذب نہیں کرتا۔ اگر یہ نسبت قمر بعید تر ہے تو دونوں کے مادوں کی نسبت کا بھی خیال رکھا جائے۔ اس لحاظ سے جذب شمس زائد ہونا تھا اور چار مد ہوتے دو قمر سے اور دو شمس سے لیکن ہوتے دو ہی ہیں۔ اس لئے جذب شمس نہیں تو جذب قمر یا لاوے نہیں۔

(۸) مجذوب کو موقع جاذب کا اتباع لازم ہے۔ قمر اپنی سیر خاص سے جس میں رو بمشرق ہے دو گھنٹے میں کم و بیش ایک درجہ چلتا ہے اور اتنی ہی دیر میں نیوٹن کے نظریہ کے مطابق زمین ۳۰۰ درجے مشرق کو چلتی ہے تو قمر ہر گھنٹے پر ساڑھے چودہ درجے مغرب

کو پیچھے رہ جاتا ہے تو مد کو لازم ہے کہ مشرق سے مغرب کو جائے لیکن اس کے خلاف ہوتا ہے۔

(۹) مد کی چال تجدد امثال سے ہے۔ اوقیانوس شمالی میں جہاں قمر پانی سے جنوب کو ہے ضرور ہے کہ پانی کا جنوبی حصہ پہلے اٹھے پھر جو اس سے شمالی ہے کہ اقرب فالا قرب۔ مد کی چال جنوب سے شمال کو اور اسی دلیل سے اوقیانوس جنوبی میں شمال سے جنوب کو حالانکہ ہوتا بالعکس ہے۔

(۱۰) مد کی چال مختلف مقامات پر مختلف ہوتی ہے کہیں ۷۰۰ میل ہے تو کہیں ۳۰ ہی میل جذب قمر میں یہ اختلاف کیوں ہے بالجملہ جذب قمر راست نہیں آتا رہا۔

ان تمام کا ماحصل یہ ہے "دوران یعنی وجود عدم میں دو شے کی معیت ایک کے لئے دوسرے کی علیت پر دلیل نہیں نہ کہ بعد بہت ہاں ان مشاہدات سے اتنا خیال جائے گا کہ علت کو ان اوقات سے کچھ خصوصیت ہے۔ اگر کہئیے علت کیا ہے ..... ہمارے نزدیک ہر حادث کی علت محض ارادۂ اللہ جل وعلا ہے مسببات کو جو اسباب سے مربوط فرمایا ہے سب کا جان لینا ہمیں کیا ضرور بلکہ قطعاً نامقدور۔"

مدوجزر کی کئی نظریات ہیں۔ ان کا جائزہ لینا یہاں ممکن نہیں دو نظریات کا ذکر بر محل ہے۔ ایک نظریہ جس کو PROGRESSIVE WAVE THEORY کہتے ہیں اس حقیقت پر مبنی ہے کہ جنوبی نصف کرہ میں ۴۰ درجے اور ۶۵ درجے جنوب عرض البلاد کے درمیان سمندر کا ایک نہ ٹوٹنے والا سلسلہ کرۂ ارض کو گھیرے ہوئے ہے اور اس سمندر میں مغربی ہوائیں آزادانہ تیزی سے چلتی ہیں اس طرح دو مدوجزر کی لہریں پیدا ہوئیں جو مغرب کی جانب زمین کے گردا گرد رواں ہیں۔ اسی طرح کی مدوجزر کی لہریں شمال کی جانب بحر اوقیانوس اور بحر الکاہل میں نکل جاتی ہیں۔ یہ نظریہ کافی سادہ تھا لیکن مدوجزر کی کچھ خصوصیات کی توجیہہ دینے سے قاصر تھا۔

دوسرا نظریہ OSCILLATION THEORY اس اصول پر مبنی ہے کہ پانی کے ایک جسم کو مدوجزر پیدا کرنے والی قوتوں کے ذریعہ باقاعدہ نشیب و فراز کی حرکت میں دیا جاسکتا ہے۔ اس نظریہ میں کافی خوبیاں ہیں۔

اس نکتے کے آخر میں اعلیٰ حضرت نے ہمارے سائنس دانوں کو ایک اور نظریہ کی دعوت فکر دی ہے۔

"ہمارے یہاں تو ثابت ہی تھا کہ سمندر کے نیچے آگ ہے۔ قرآن عظیم نے فرمایا۔

والبحر المسجور○

حدیث میں ہے

ان تحت البحر نارا" بینات جدیدہ بھی اسے مانتی ہے ۱۰۵۶ء میں بحر الکاہل سے دھواں نکلنا شروع ہوا مادہ آتشی کہ قعر دریا سے نکلا تھا۔ مجتمع و منجمد ہو کر سطح آب پر شکل جزیرہ ہوگیا اس میں سوراخ تھے جن سے ایسے شعلے نکلتے کہ دس میل تک روشن کرتے۔ طوفان آب کے اسباب سے ایک سبب دریا کے اندر بخار خان کا پیدا ہوتا ہے۔ ایسے ہی بخارات اندر سے آتے اور پانی کو اٹھاتے ہوں یہ مد ہوا جیسے جوش کرتے ہیں پانی اونچا ہوتا ہے ان کے منتشر ہونے پر پانی بیٹھتا ہے یہ جزر ہوا۔ جاڑوں میں صبح کا مد زیادہ ہونا بھی اس کا موید ہے سرما میں صبح کو تالابوں سے بکثرت بخارات نکلتے ہیں کنوئیں کا پانی گرم ہوتا ہے سطح ارض پر استیلائے برد کے سبب حرارت باطن کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور رات بڑی اس طویل عمل حرارت سے اوپر بخارات زیادہ اٹھے اوپر پانی میں زیادہ بلند ہونے کی استعداد آگئی۔ **واللہ بکل خلق علیم۔"**

(ڈاکٹر عبد الواحد ہالے پوتا)

"اعلیٰ حضرت کی علمی، فقہی بصیرت مسلمہ ہے ان کے کثیر التعداد کارنامے اس قابل ہیں کہ انہیں عالمی سطح پر پھیلایا جائے۔"

ADARTS - HRA - 1/94

ارۂ ھٰذا کو پچھلے دنوں ڈاکٹر صداقت اللہ خاں بدایونی کی
ٖرفت حضرت تاج الفحول محب رسول مولانا شاہ عبد القادر
ایونی (م ۱۳۱۹ھ) ابن حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ
ل رسول بدایونی (م ۱۲۸۹ھ) ابن حضرت مولانا شاہ عین الحق
بدالمجید (م ۱۲۶۳ھ) قدس سرہ العزیز کے ۸ ویں عرس مبارک
ی مطبوعہ روداد کا عکس حاصل ہوا۔ اس عرس کی تقریب میں
اں اکابر علما و مشائخ کثیر تعداد میں شریک ہوئے وہیں اس میں
م احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی بھی شریک تھے۔
رس کی اس روداد میں دیگر علماء و مشائخ کی تقاریر کے علاوہ
یٰ حضرت کی تقریر کا اقتباس بھی ہے جو قارئین کی دلچسپی
ے لئے پیش کیا جا رہا ہے ادارہ اس سلسلے میں ڈاکٹر صداقت
حب کا نہایت ممنون ہے۔ یہ روداد ۵۰ سے زیادہ صفحات پر
تمل ہے جسے مولوی محمد یعقوب حسین صاحب ضیا القادری
یونی نے مرتب کیا تھا لیکن ہمارے پاس صرف چند صفحات ۱۲
۱۵ اور ۴۸ تا ۵۱ موجود ہیں۔ ان صفحات میں صرف اعلیٰ
رت امام احمد رضا اور صدر جلسہ سید مولانا شاہ مطیع الرسول
دب حق محمد عبد المقتدر علیہ الرحمہ کی تقریر کا اقتباس موجود
ے جو قارئین کے نذر کیا جا رہا ہے۔"

حضرت زبدۃ الاولیا قدوۃ الذکیہ شاہ عبد القادر بدایونی کا
انہ عرس ہر سال جماد الاولیٰ کی ۱۴۔۱۸ تاریخ تک منایا جاتا
تھا۔ اس ۸ ویں عرس کے موقعہ پر شدید بارشوں کے باوجود
عوام کے علاوہ کثیر علماء و مشائخ کی تعداد بدایوں شریف پہنچی
چند قابل ذکر علماء کے نام یہاں پیش کئے جا رہے ہیں۔

☆ حضرت شاہ سید مہدی حسن صاحب قبلہ دامت برکاتہم صاحب سجادہ عالیہ مارہرہ شریف۔
☆ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں صاحب جیلانی کچھوچھہ شریف۔
☆ جناب سید حامد حسن مارہروی
☆ صاحبزادہ مولانا سید شاہ احمد اشرف صاحب جیلانی کچھوچھہ شریف
☆ جناب قاطع بدعت عالم اہلسنت موئد ملت حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب دامت برکاتہم فاضل بریلوی
☆ مولانا سید شاہ سلیمان اشرف اشرفی بہاری
☆ جناب مولانا سید شاہ محمد فاخر صاحب بیخود اجملی الہ آبادی
☆ حضرت سید شاہ نور عالم میاں صاحب مارہروی
☆ جناب سید شاہ ابراہیم میاں صاحب مارہروی
☆ جناب مولوی تاج الدین احمد صاحب سیکریٹری انجمن نعمانیہ لاہور
☆ جناب مولوی محمد صدیق صاحب از حیدر آباد سندھ۔

☆ جناب مولوی اکرام الحق صاحب گنگوہی

☆ جناب مولانا شاہ عطا اللہ خاں صاحب رامپوری

☆ جناب مولانا حافظ سراج الدین صاحب لکھنوی

☆ حضرت جناب مولانا ہادی علی خاں صاحب سیتاپوری

☆ جناب مولانا مولوی محمد اسلم صاحب لکھنوی فرنگی محل۔

☆ جناب مولانا مولوی محب احمد صاحب بدایونی از مارہرہ شریف۔

☆ جناب مولانا فضل احمد صاحب بدایونی از بمبئ

☆ جناب مولانا مولوی فضل حق صاحب پیلی بھیت

☆ جناب مولانا حامد رضا خاں صاحب بریلوی

☆ جناب مولانا مولوی محمد ہدایت رسول قادری برکاتی از بنارس

☆ جناب مولانا مولوی غلام احمد صاحب اخگر ایڈیٹر الفقیہہ امرتسر

☆ جناب مولانا حافظ عبد المجید کوچ بہار

☆ جناب مولانا مولوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی

☆ جناب مولانا مولوی سراج الدین صاحب شاہجہاں پوری از آنولہ

☆ جناب مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب از پیلی بھیت

☆ جناب مولانا مولوی حافظ عبد السمیع صاحب از بنارس

☆ جناب مولانا مولوی حسین احمد صاحب بدایوں از بہاسو

☆ جناب مولانا مولوی سید صدیق علی صاحب از بریلی

☆ جناب مولانا مولوی ظفر الدین صاحب بہاری از بریلی

☆ جناب مولانا مولوی حفیظ علی صاحب مدرس مدرسہ منظر الاسلام

عرس کے پانچ روزہ تقریبات میں دستور عمل یہ تھا کہ روزانہ حضرات علما و مشائخ کی تقاریر ہوا کرتی تھیں اس عرس کے موقعہ پر بھی پانچوں دن علما کی تقاریر ہوئیں۔ جن کو ۵ عنوانات پر تقسیم کیا ہوا تھا جو مندرجہ ذیل ہیں۔

تاریخ اول : توحید باری تعالیٰ' فضائل رسول کریم علیہ التحیۃ و التسلیم و مجاہد حضرت امیرالمومنین سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تاریخ دوم : فضائل و معجزات حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اوصاف و کمالات حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

تاریخ سوم : اخلاق عظیمہ محبوب خدا شہنشاہ دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم و صفات جلیلہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

تاریخ چہارم : مدح و ثنائے حضرت سرور کائنات فخر موجودات علیہ التحیۃ و الصلوٰۃ و اوصاف جلیلہ حضرت امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ و فضائل اہل بیت اطہار مع واقعہ شہادت حضرت سید الشہدا۔ رضی اللہ عنہ

تاریخ پنجم : فضائل خیر الانام مجاہد صحابہ کرام و اوصاف اہل بیت عظام عادات اولیائے عظام و خصوصاً ذکر کرامات و خوارق عادات اولیائے ذی احترام و دستگیر عالم سیدنا غوث الاعظم محبوب سبحانی رضوان اللہ اجمعین

.بفضلہ تعالیٰ یہ طریقہ اور یہی ترتیب عرس مبارک کی محافل مقدسہ میں اب تک جاری ہے ہمیشہ دس بارہ جمادی الاولیٰ سے مسافروں اور مہمانوں کی آمد شروع ہو جاتی ہے یہاں وہ جوان جن کو درگاہ معلی کی کسی خدمت خاص کی انجام دہی کا شرف حاصل ہوا بہت پیشتر سے عزت حضوری حاصل کرتے ہیں۔ اس مرتبہ بھی بارھویں تاریخ سے ہی مہمانوں کی کافی تعداد مدرسہ عالیہ قادریہ میں موجود تھی۔ تیرھویں تاریخ کو صبح کی گاڑی سے مسافروں کی آمد میں ترقی شروع ہوئی شام تک کل مدرسہ مسافروں اور مہمانوں سے پر ہو گیا۔ علماء میں سب سے پیشتر جناب مولانا مولوی غلام

احمد صاحب امرتسری ۱۲ تاریخ کو شب کی گاڑی سے آئے بارہ کو علماء و مشائخ کی تعداد بھی کافی ہوگئی۔ بعد نماز عشاء مہمان بکمال ذوق و شوق درگاہ معلیٰ کو روانہ ہوئے مدرسہ عالیہ سے تھوڑے فاصلہ پر راستہ درگاہ معلیٰ کا دروازہ اول نظر آیا جس کی محراب میں ایک سرخ کپڑے پر سبز و زرد ریشمی خوشنما حروف میں

قبلہ حاجات ہے باب عطائے قادری
قبلہ رو ہو لے یہاں سے ہر گدائے قادری

نہایت جلی قلم سے تحریر تھا اہل عقیدت وار باب ارادت یہیں سے مودبانہ ہوئے راستہ بھر قدرتی گیس کی لالٹینیں جو ہمیشہ اسی تاریخ کو اپنی پوری قوت سے روشن کر دی جاتی ہیں مسافران راہ حقیقت کے انوار ہدایت سے رہنما رہیں خدا خدا کرکے تھوڑی دیر کے بعد منزل مقصود تک رسائی ہوئی دل مشتاق نے بکمال عقیدت پکارا۔

بادب پا منہ اینجا کہ عجب درگاہست
سجدہ گاہ ملک و روضہ شاہنشاہست

قلب نے در جانا کا یقین دلایا جذب شوق نے بے تابانہ آوازدی

آیئے آیئے درگاہ معلیٰ ہے یہی
عبد قادر شہ ذی جاہ کا روضہ ہے یہی

روداد کے صفحہ ۱۵ سے صفحہ ۴۸ تک علماء و مشائخ کی تقاریر کے اقتباسات تحریر ہیں اور آخر میں امام اہلسنّت کی تقریر کا بھی اقتباس دیا گیا ہے جو ہم یہاں قارئین کی دلچسپی کے لئے پیش کر رہے ہیں۔

علما و مشائخ کی روح پرور تقاریر کے بعد عالم اہلسنّت قامع بدعت مولانا المعظم المحترم موئد الملۃ الطاہرہ صاحب الحجۃ القاہرہ و التصانیف الباہرہ حضرت جناب مولانا الحاج القادری المولوی احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی عم فیضھم و دامت برکاتہم نے آیہ کریم **لا تجد قوما یومنون باللہ و الیوم الاخر یوادون من حاد اللہ و رسولہ** پڑھ کر قریب ڈھائی گھنٹے نہایت تفصیل جلیل کے ساتھ اس کی تفسیر جمیل بیان کی ثابت کیا کہ ایمان محبت رب العزت و حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے اور اس کا کمال بغیر دشمنی دشمنان اسلام کے محال' پھر ان فرق کی قدرے تفصیل بیان فرمائی جو دشمنان دین ہیں۔ اس موقع پر بہت زور سے ثابت کیا کہ فرق منکرین ضروریات دین و گستاخان دربار حضرت سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم قطعاً مرتدین خارج از زمرۂ مسلمین ہیں گستاخان رسالت مآب و دشمنان اسلام کی شائع کردہ کتب و رسائل کی کفریہ عبارتیں **بلفظها** سنا سنا کر حاضرین کو ان کے کفر ہونے سے آگاہ کیا اس وقت کا سماں ایک عجیب مسرت خیز تھا ہر شخص کی زبان سے ان اشرار نابکاز پر لعنت کی بوچھار تھی ہر مسلمان کی جان ان کے ان بیہودہ الفاظ و کلمات سے متنفر و بیزار تھی۔ قوی دلیلوں صحیح نظیروں سے بیان کیا کہ ان فرقوں کا رد ضرورت شرعیہ زمانہ کے لحاظ سے نصاریٰ اور آریہ کی رد سے کئی حصہ زائد ضروری ہے۔ شاذ و نادر سچا مسلمان نصاریٰ و آریہ کے پھندے میں پھنسے گا لیکن ان ریشائیل جبہ' قبہ' عصا' عبا والے دشمنان دین مولویوں کے دام تزویر میں ہر سادہ لوح کا آنا آسان۔ لٰہذا ان کا رد اور اظہار کفر اشد مہتمم بالشان۔ پھر علماء زمانہ کو کئی زور دار اور پیارے الفاظ میں نصیحت فرمائی ہے کہ سبحان اللہ فرمایا ہمارے علما و مشائخ وہ وہ حقائق و دقائق مواعظ و نصائح نکات و لطائف بیان کرتے ہیں کہ سامعین کے دل نور معرفت سے منور ہو جاتے ہیں یہ تو بعد کی باتیں ہیں سب سے مقدم تو ان کے نفس ایمان کی خیر مانگنی ہے۔ چرواہے کو بکریوں کو دھو کر صاف کرنے کی کیا فکر جب کہ بھیڑیا ان کے لقمہ کرنے کی گھات میں لگا ہوا ہے۔ آج کل علما کا فرض ہے کہ ان فرق کا اور ان جیسے منکرین ضروریات دین کا کفر اس طرح شائع کریں کہ بچہ بچہ ان کو کافر سمجھنے لگے اور خود بھی ان کی مجالست و موانست سے پرہیز کریں۔

دوسروں کو بھی تعلیم کریں یہ ذکر کرتے ہوئے کہ سچے مسلمانوں کو کیا برکت ملے گی اور جھوٹوں کی کیا گت بنے گی۔ مسئلہ توسل و استعانت کا ذکر کیا میدان قیامت کی تصویر آنکھوں کے سامنے پیش کی بیان شفاعت کرتے ہوئے فرمایا کے شعر

حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے
منکر آج ان سے التجا نہ کرے

صحابہ کرام کا ادب حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشکل کشا اور اپنے آپ کو ان کا بندہ سمجھنا بہت سی روایات سے ثابت کیا اگر آپ کے بیان طویل کا خلاصہ بھی لکھا جائے تب بھی دفتر ہو جائے۔ ناظرین کی دلچسپی کے لئے اسی قدر پر اکتفا کیا گیا۔

روداد میں اس کے بعد مولف نے امام احمد رضا کو جن کلمات سے نوازا وہ اعلیٰ حضرت کی عظمت کی دلیل ہیں آپ اس سلسلے میں رقمطراز ہیں :

حضرت فاضل ممدوح مدفیضہ کی ذات والا صفات ہندوستان میں مغتنمات سے ہے۔ اہل سنت پر جو جو احسانات آپ کر رہے ہیں قیامت تک فراموش نہیں ہو سکتے۔ حضور والا جاہ حضرت تاج الفحول رحمتہ اللہ علیہ سے جیسی محبت وارادت آپ کو تھی اس کی نظیر اس زمانے میں ملنا مشکل ہے۔ ہمیشہ اس سلطان قادری کو آپ نے اپنے مرشدان کرام کی طرح سمجھا۔ آپ کے والد بزرگوار رحمتہ اللہ علیہ بھی حضور کو ایسا ہی سمجھتے تھے مراسم اخلاص و محبت بے انتہا بڑھے ہوئے تھے۔ یہ انہیں مراسم کا نتیجہ تھا کہ حضرت افضل العلماء زماں مولانا محمد نقی علی خاں صاحب قدس اللہ سرہ مولانا کو سلسلہ بیعت میں داخل کرانے بریلی سے بدایوں لائے شرف بیعت سے مشرف فرمانے پر اصرار کیا۔ مگر حضرت اقدس کی تواضع و انکسار کی شان پر قربان' فرمایا ہمارے اور ہمارے اسلاف کرام کے رشدان عظام کے خاندان باوقار کو خدائے پاک قائم و برقرار رکھے ان اکابر کی موجودگی میں ہماری ہمت کا تقاضا نہیں کہ ہم اس اہم کام کو اپنے ذمہ لیں یہ فرما کر اپنے ہمراہ مارہرہ مقدسہ لے گئے اورحضرت سید الاولیاء سند الاصفیا مولانا سید شاہ آل رسول صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر داخل سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کرا دیا۔ اسی کا ذکر آپ نے اپنے قصیدہ کے ایک شعر میں کیا ہے۔ حضور اقدس کی تعظیم و تکریم جس قدر آپ نے کی شاید ہی کوئی اتنی کر سکے انتہا یہ کہ جب اول مرتبہ درگاہ معلیٰ میں حضرت شہید مرحوم مولانا حکیم محمد عبد القیوم صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو وعظ کہنے پر مجبور کیا فرمایا کہ صرف اس شرط پر وعظ کہہ سکتا ہوں کہ دوران وعظ حضور اقدس قدس سرہٗ محفل میں تشریف فرما ہوں ورنہ مجھ سے وعظ نہ ہو سکے گا۔ اصل تو یہ ہے کہ اہل کمال کی قدر ارباب بصیرت ہی خوب جانتے ہیں

(قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری)

اس مرتبہ آپ کے ہمراہ آپ کے چھوٹے صاحبزادے مولوی مصطفٰے رضا صاحب بھی جو بحمد للہ آپ کے پورے پرتو ہیں حاضر عرس شریف ہوئے تھے۔ خدا آپ کا سایہ مدت و دراز تک اہلسنت کے سروں پر قائم رکھے۔ آمین !

آخر میں صدر جلسہ کی تقریر کا اقتباس لکھا گیا ہے لیکن کیوں کہ آخر کے صفحات مکمل نہیں ہیں اس لئے صرف پہلا اقتباس یہاں درج کیا جا رہا ہے ملاحظ کیجئے۔

جس وقت آپ کا وعظ ختم ہوا حسب دستور حضور اقدس سیدی و مولائی غوثی و غیاثی امام العلماء الفضلا،سراج الاصفیا،برہان الاتقیا زبدۃ العارفین قدوۃ السا لکین حضرت سیدنا و مولانا شاہ مطیع الرسول محبوب حق عبد المقتدر صاحب قبلہ و کعبہ دامت برکاتہم تاجدار مسند عالیہ قادریہ مجیدیہ برکاتیہ زینت افزائے ممبر ہوئے۔ آیہ کریمہ **فاتبعونی یحببکم اللہ** پڑھ کر اول فضائل حضرت

سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم بیان کئے۔ اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عظمت کتنے ہی بیان کی جائے مگر یک از ہزار بھی بیان نہ ہو سکے گی۔ انسان ضعیف البیان کی کیا طاقت و لیاقت کہ حضور کی شان ارفع و اعلیٰ کے بیان میں لب کشائی کر سکے۔

ادا حق ثناء ان کا کسی سے ہو نہیں سکتا
خدا کا کام ہے یہ آدمی سے ہو نہیں سکتا

روداد کا بقیہ حصہ کیونکہ ان صفحات میں حاصل نہ ہو سکا اس لئے صدر جلسہ کی تقریر کے ساتھ ساتھ عرس شریف کے اختتامی معاملات سے آگاہی نہ ہو سکی۔

(چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ، جسٹس میاں محبوب احمد)

"امام احمد رضا نے مسلمانان برصغیر کو اپنے پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عشق و عقیدت کا رشتہ مضبوط کرنے کا درس دیا اور یقیناً یہی وہ لنگر تھا جس نے ملت کی ناؤ کو ڈوبنے سے بچالیا۔"

○

○----- ترک ولی محمد قادری، کراچی یونیورسٹی سے پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری (شعبہ ارضیات) کی نگرانی میں درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ (Ph.d) کا مقالہ تیار کر رہے ہیں،

"برصغیر کی اصلاح معاشرہ میں مولانا احمد رضا خاں
بریلوی کے فکری زاویوں کا تحقیقی مطالعہ"

○----- کراچی یونیورسٹی سے عاصم سعید خان نے پروفیسر رئیس احمد کی نگرانی میں ایم۔اے فائنل (اسلامیات) میں درج ذیل عنوان پر مقالہ پیش کر کے سند حاصل کر لی۔

"امام احمد رضا بحیثیت مسلم مفکر"

○----- کراچی یونیورسٹی ہی سے تہمینہ ایوب نے پروفیسر موصوف کی زیر نگرانی

"فقہ اسلامی کی تدوین میں امام احمد رضا کا حصہ"

کے عنوان سے مقالہ لکھ کر ایم۔اے فائنل (اسلامیات) پاس کر لیا۔

○----- جامعہ الازہر قاہرہ سے مولانا منظور الاحمد القادری النقشبندی عربی زبان میں امام احمد رضا پر درج ذیل عنوان سے ایم۔فل کا مقالہ لکھ رہے ہیں۔

"احمد رضا خان و خدماتہ فی فقہ الاسلام"

○----- پروفیسر ڈاکٹر محمد مظفر عالم (صدر شعبہ اردو، اسلامیہ کالج فیصل آباد) نے "اردو میلاد ناموں" کے حوالے سے ڈاکٹریٹ کیا ہے جس میں انہوں نے امام احمد رضا کے حوالے سے ایک الگ باب قائم کیا ہے، یہ باب امسال معارف رضا ۹۵ء میں شائع کیا جا رہا ہے۔

○----- پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی (گورنمنٹ کالج شیخوپورہ) "امام احمد رضا اور رد بدعات" کے عنوان پر پنجاب یونیورسٹی سے Ph.d کر رہے ہیں۔

○----- مولانا نذیر حیات خاں قادری، لکھنؤ یونیورسٹی سے امام احمد رضا پر Ph.d کر رہے ہیں۔

○----- مولانا محمد سعید قادری (کھاریاں، گجرات) بھی ڈاکٹریٹ کی تیاری کر رہے ہیں۔

○----- ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی نے امام احمد رضا کے رسالے "سماع الاربعین" کا انگریزی ترجمہ کر لیا ہے۔ (لاڑکانہ سندھ کے سید زین العابدین نے اس کا سندھی ترجمہ کیا ہے)۔ ڈاکٹر موصوف "حدائق بخشش" کی از سر نو ترتیب کا کام بھی کر رہے ہیں وہ "فوز مبین در حرکت زمین" کا بھی انگریزی ترجمہ کر رہے ہیں۔ موصوف نے "فوز مبین" کو ایڈٹ کر کے اردو میں قبل ازیں شائع کیا تھا جو کہ ادارہ کے دفتر سے بھی دستیاب ہے۔ ڈاکٹر موصوف "الملفوظ" کے تمام حصوں کو

بھی دوبارہ ایڈٹ کر رہے ہیں۔

○---- ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم (جامعہ ہمدرد' دہلی) امام احمد رضا اور مرزا غلام احمد قادیانی کے حوالے سے مقالہ لکھ رہے ہیں۔

○---- ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے ایک مقالہ "امام احمد رضا اور علمائے سندھ" مرتب کیا ہے جو کہ ادارہ نے کتابی صورت میں شائع کر دیا ہے۔ صاحبزادہ سید زین العابدین نے بھی اسی حوالے سے مقالہ لکھا ہے۔

○---- ڈاکٹر مولانا سراج احمد بستوی (انڈیا) نے امام احمد رضا کے رسالے "حقوق والدین" اور "مزارات پر عورتوں کی حاضری" کا ہندی زبان میں ترجمہ کیا ہے' موصوف کانپور یونیورسٹی سے امام احمد رضا پر Ph.d کر چکے ہیں

○---- ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی (استاد طبیہ کالج' دہلی) "حدائق بخشش" کی از سر نو ادبی انداز میں ترتیب و تصحیح کر رہے ہیں۔

○---- علامہ عبد الوحید خان سرہندی فاروقی نے امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن کا سندھی زبان میں "بیان الرحمٰن فی ترجمتہ القرآن" کے نام سے ترجمہ کیا ہے جسے حیدر آباد (سندھ) سے سابق سینیٹر سید قمر الزماں شاہ نے شائع کر دیا ہے۔

○---- سندھ یونیورسٹی (جامشورو) کے ڈاکٹر عبد الجبار جونیجو "حدائق بخشش" کا سندھی میں ترجمہ کر رہے ہیں۔

○---- مولانا عبدالستار ہمدانی (پور بندر' انڈیا) امام احمد رضا کی تصانیف کو گجراتی زبان میں منتقل کر رہے ہیں' وہ اب تک ۸۰ کتب پر کام کر چکے ہیں۔

○---- مولانا شاہ الحمید بقاوی (کیرالہ' انڈیا) نے ۲۰۰ صفحات پر مشتمل سوانح امام احمد رضا "ملایا" زبان میں شائع کی ہے' موصوف "حدائق بخشش" اور "حسام الحرمین" کا بھی ترجمہ کر رہے ہیں۔

○---- مولانا محمد حنیف رضوی (رضا دارالاشاعت' بریلی) علماء عرب کی جانب سے امام احمد رضا کو ارسال کردہ تقریباً ۳۰۰ مکتوبات کو مرتب کر رہے ہیں' موصوف تصانیف امام احمد رضا کے حوالے سے احادیث کی ترتیب و تخریج کا کام بھی کر رہے ہیں وہ اس موضوع پر ہزار صفحات مرتب کر چکے ہیں۔

○---- طارق سلطان پوری (حسن ابدال) نے سلام رضا پر تضمین لکھی ہے جس کا تاریخی نام "آواز اذان رحمت ۱۴۱۵ھ" تجویز کیا ہے اس پر علامہ شمس الحسن شمس بریلوی نے پیش لفظ بھی تحریر فرمایا ہے

○---- "مقال العرفاء" کا انگریزی ترجمہ رضا اکیڈمی اسٹاک پورٹ' انگلینڈ نے شائع کیا ہے۔ یہ اکیڈمی "اسماع الاربعین" کا انگریزی ترجمہ بھی شائع کر رہی ہے۔

○---- ماہر رضویات ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی کتاب "حیات مولانا احمد رضا خاں" کا پروفیسر رحمت اللہ (تامل ناڈو' انڈیا) نے انگریزی ترجمہ کیا ہے جسے امسال ادارہ

"The Reformer of the Muslim word"

کے نام سے شائع کر رہا ہے۔

○---- ڈاکٹر صاحب موصوف کے مقالے "امام احمد رضا اور رد بدعات" کا مولانا ممتاز سدیدی (لاہور) نے عربی ترجمہ کیا ہے جسے ادارہ امسال "**دور الشیخ احمد رضا الحنفی**" کے نام سے رسالے کی صورت میں شائع کر رہا ہے۔

○---- ادارہ نے امسال شیخ سید محمد بن علوی مالکی کا عربی رسالہ "المولد النبوی الشریف" بھی شائع کیا ہے۔

○---- علامہ فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ کی شرح حدائق بخشش کی جلد دوئم ادارہ نے امسال شائع کر دی ہے۔

اس کی اب تک تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

○۔۔۔۔۔ مولانا غلام رسول الہ دین نے کنزالایمان کا "ڈچ" زبان میں ترجمہ کیا ہے جو "امسٹرڈم" ہالینڈ سے شائع ہوا ہے۔۔۔۔ مولانا اسماعیل حقی از مربی نے کنزالایمان کا "ترکی" زبان میں ترجمہ کیا ہے جو ڈچ ترجمے کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ جب کہ ڈچ ترجمہ الگ سے بھی شائع ہو گیا ہے' یہ دونوں تراجم ادارہ کی لائبریری میں موجود ہیں۔

○۔۔۔۔ بمبئی میں "سنی یوتھ فیڈریشن" کے نام سے ایک ادارہ قائم ہوا ہے اس کی پہلی اشاعت "قرآن' سائنس اور امام احمد رضا" از "ڈاکٹر مجید اللہ قادری" منظر عام پر آگئی ہے۔

○۔۔۔۔ اسلام آباد کے بشیر حسین ناظم ایم۔اے' نے امام احمد رضا کی کتاب "احکام البعیتہ و الخلافۃ" کا انگریزی ترجمہ کیا ہے۔

○۔۔۔۔ اٹک کے سید صابر حسین شاہ بخاری نے ایک مقالہ "امام احمد رضا اور تحریک پاکستان" لکھا ہے جس پر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے تقدیم رقم فرمائی ہے نیز اسی عنوان کے تحت ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری نے ایک رسالہ "معمار پاکستان" مرتب کیا ہے جو زیر طبع ہے۔ موصوف امام احمد رضا کے مختلف رسائل تسہیل کے ساتھ از سر نو ترتیب دے رہے ہیں۔

○۔۔۔۔ کراچی کی محترمہ شائستہ زریں نے اسکولوں کے بچوں کے لئے امام احمد رضا کے حوالے سے سوالا جوابا ایک رسالہ ترتیب دیا ہے' جسے لاہور کی مجلس امام اعظم نے "رہبر ملت" کے نام سے شائع کیا ہے۔

○۔۔۔۔ کنز الایمان سوسائٹی لاہور نے اپنے ماہنامہ رسالہ "کنزالایمان" کے شمارے نومبر ۱۹۹۴ء کو بطور خاص نمبر "تحریک خلافت اور ترک موالات نمبر" شائع کیا ہے۔ یہ سوسائٹی ہر سال لاہور میں "امام احمد رضا کانفرنس" کا انعقاد بھی کر رہی ہے۔

○۔۔۔۔ مجلس رضا لاہور نے امام احمد رضا کا رسالہ "تجلی الیقین سید المرسلین" جدید تدوین کے ساتھ شائع کیا ہے۔

○۔۔۔۔ لاہور سے رضا اکیڈمی' ادارۂ معارف نعمانیہ' بزم عاشقان مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)' بزم رضویہ' بزم رحمیہ' مجلس امام اعظم' پروگریسو بکس' رضا فاؤنڈیشن اور دیگر ادارے امام احمدی رضا کے حوالے سے مسلسل لٹریچر شائع کر رہے ہیں

○۔۔۔۔ مجلس رضا واہ کینٹ کی جانب سے "تفسیر احمد بمعہ ترجمہ کنزالایمان" کا پانچواں اور چھٹا پارہ شائع ہو گیا ہے۔

○۔۔۔۔ ادارہ امسال امام احمد رضا کے رسالے "**منبہ المنیہ بوصول الحبیب الی العرش و الرویہ**" کی تسہیل "رحمت عالم اور دیدار الٰہی" کے نام سے شائع کر رہا ہے جسے اقبال احمد اختر القادری نے ترتیب دیا ہے۔

○۔۔۔۔ ڈاکٹر احمد حسین قریشی قلعہ داری کا مقالہ "امام احمد رضا کی عربی شاعری" بھی امسال ادارے سے شائع ہو گا۔۔۔۔۔ مفتی محمد اشرف رضا قادری (مہارشٹر' انڈیا) صحیح بخاری شریف پر امام احمد رضا کی تعلیقات کی از سر نو ترتیب و تخریج کر رہے ہیں اصل تعلیمات کا عکس ادارۂ کی لائبریری میں بھی موجود ہے۔

○۔۔۔۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی تدوین کردہ "انتخاب حدائق بخشش" سرہند پبلی کیشنز کراچی نے شائع کردی ہے۔

○۔۔۔۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کے امام احمد رضا کے حوالے سے مختلف شخصیات کو روانہ کردہ مکتوبات کو لاہور کے محمد عبد الستار طاہر مرتب کر رہے ہیں۔

○۔۔۔۔ رضا فائڈیشن لاہور کی جانب سے فتاویٰ رضویہ (جدید و تخریجی) کی اب تک آٹھ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

○---- علامہ عبد الحکیم شرف قادری نے احسان الٰہی ظہیر کی کتاب "البریلویہ" کا عربی میں رد بنام "**من عقائد اہل سنت**" شائع کیا ہے۔

○---- علامہ محمد ابراہیم خوشتر (مانچسٹر) کی کوششوں سے جنوبی افریقہ کے صدر مسٹر نیلسن منڈیلا نے امام احمد رضا کے "فتاویٰ رضویہ" اور "فتاویٰ عالمگیری" کو مسلم لاء کے معاملات میں بنیادی ماخذ کے طور پر منظور کر لیا ہے' اب وہاں کے عدالتی فیصلوں میں فتاویٰ رضویہ کے فیصلے بھی مستند ہوں گے۔

انتقال پر ملال !

پروفیسر ڈاکٹر حنیف اختر فاطمی' جنہوں نے کنز الایمان کا پہلی بار انگریزی ترجمہ کیا تھا اپریل ۱۹۹۵ء میں انتقال کر گئے ---- ادارہ کے نائب صدر اور شاہی امام و خطیب' شاہجہانی مسجد ٹھٹھہ' ڈاکٹر حافظ عبد الباری صدیقی کی اہلیہ ۳ مئی ۱۹۹۵ء کو وصال کر گئیں۔ علامہ غلام رسول قادری کشمیری (خلیفہ مفتی اعظم ہند) ۲۳ شعبان ۱۴۱۵ھ/۲۵ جنوری ۱۹۹۵ء کو کراچی میں انتقال کر گئے---- (ادارہ کے جوائنٹ سیکریٹری مولانا السید زاہد سراج القادری موصوف کے جانشین ہیں)

انا للہ و انا الیہ راجعون○

روداد امام احمد رضا
کانفرنس ۱۹۹۴ء

(کراچی / اسلام آباد)

رپورٹ: اقبال احمد اختر القادری

کراچی:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں' وہ علم کے ایک کوہ گراں ' شریعت و طریقت میں اسلاف کا بہترین نمونہ اور آقائے کائنات ﷺ کے عاشق صادق تھے' ان خیالات کا اظہار ڈپٹی چیئرمین سینٹ آف پاکستان جناب میر عبد الجبار خان نے امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۴ء میں بحیثیت صدر محفل کیا جو کہ بین الاقوامی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ "ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) پاکستان" کے زیر اہتمام کراچی کے ایک مقامی ہوٹل میں منعقد ہوئی۔

صدر محفل میر عبد الجبار خاں نے صدارتی خطاب میں کہا کہ آج ہم جس پاکستان میں آزادی سے سانس لے رہے ہیں اس پاکستان کا قیام اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ جیسی شخصیات کی قربانیوں کا ثمر ہے' انہوں نے کہا کہ امام احمد رضا کی ذات گرامی عالم اسلام کے لئے مشعل راہ ہے اور اس مشعل کی کرنوں کو دنیا بھر میں پھیلانے کا جو اہم کام ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کر رہا ہے وہ قابل ستائش اور ہم سب کی حوصلہ افزائی اور تعاون کا مستحق ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ قرآن "کنزالایمان" جس کا مفتی محمد رحیم سکندری صاحب نے سندھی ترجمہ کیا ہے' تمام تراجم قرآن میں اپنی مثال آپ ہے اس کے مطالعہ سے دلوں میں عشق رسول ﷺ پیدا ہوتا ہے۔

کانفرنس کے مہمان خصوصی محترم جناب ڈاکٹر نبی بخش بلوچ سابق چیئرمین پاکستان ہجرہ کونسل و سابق وزیر تعلیم حکومت سندھ نے اپنے خطاب میں کہا کہ آج عالم اسلام کو جو مسائل درپیش ہیں ایسے میں امام احمد رضا کی فکر و نظر سے استفادہ کی ضرورت ہے۔ وہ اپنے وقت کے بڑے فلسفی تھے اور کلاسیکی فلسفہ پر تنقید کے اعتبار سے وہ گویا امام غزالی کے جانشین تھے۔

کانفرنس میں مقتدر اہل علم شخصیات نے امام احمد رضا کے حوالے سے تحقیقی مقالات پیش کئے' چنانچہ پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر' سابق ڈائریکٹر آف ایجوکیشن' بلوچستان نے حضرت امام احمد رضا کے فارسی نعتیہ کلام کے حوالے سے مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ فاضل بریلوی کا فارسی کلام شعرو ادب کے حسین مرقع کے ساتھ ساتھ قرآن و حدیث کے مضامین کی تفسیر ہے ڈاکٹر محمد اسحاق ابڑو' سابق ناظم تعلیمات کالجز حیدر آباد' نے بھی فارسی نعتیہ کلام کے حوالے سے مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا نعتیہ کلام عشق رسول سے لبریز ہے ـــــ معروف عالم دین علامہ سید شاہ تراب الحق قادری نے اپنے خطاب میں کہا کہ امام احمد رضا دین مصطفوی کے عظیم سپاہی تھے' انہوں نے ہر مقام پر تحفظ مقام مصطفیٰ اور عشق مصطفیٰ کا درس دیا ـــــ ڈاکٹر عبد الجبار جونیجو' رئیس کلیہ فنون' جامعہ سندھ نے کہا کہ اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ میں علم کا سمندر موجیں مارتا نظر آتا ہے۔ مولانا اصغر درس نے امام احمد رضا کے علماء سندھ اور خاندان درسیہ سے روابط کے حوالے سے مقالہ پیش کیا۔ پروفیسر مجیب احمد لکچرار

گورنمنٹ ڈگری کالج گوجرانولہ نے امام احمد رضا اور ان کے خلفاء کے سیاسی کردار اور تحریک پاکستان پر اس کے اثرات کے حوالے سے مقالہ پیش کیا۔۔۔۔

کانفرنس میں امام احمد رضا کے حوالے سے ڈاکٹریٹ (Ph.d) کرنے والے دو فاضل اسکالرز پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالباری صدیقی اور پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کو "امام احمد رضا ریسرچ ایوارڈ" (گولڈ میڈل) بھی پیش کیا گیا نیز صدر محفل، مہمان خصوصی، اور دیگر مقالہ نگار حضرات کو ادارہ کی جانب سے سندھی ٹوپی اور اجرک کا تحفہ پیش کیا گیا جب کہ حاضرین میں مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۴ء تقسیم ہوا۔ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے صدر صاجزادہ وجاہت رسول قادری نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے ادارہ کی کارکردگی اور مستقبل کے پروگرام سے آگاہ کیا، انہوں نے مطالبہ کیا کہ امام احمد رضا کے حوالے سے ہونے والے بین الاقوامی ریسرچ ورک میں حکومتی سطح پر پذیرائی اور حوصلہ افزائی کی جائے، پاکستان کی جامعات میں "امام احمد رضا چیئرز" کا قیام ممکن بنایا جائے۔

خطبہ استقبالیہ کے بعد ادارہ کے جنرل سیکریٹری ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے صاحب صدر، مہمان خصوصی، مقالہ نگار اور تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور پھر صلوۃ و سلام اور دعاء پر اس علمی محفل کا اختتام ہوا۔

○

اسلام آباد

محبت رسول، یہی وہ مرکزی نقطہ ہے جس کے گرد حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو جمع کیا جو آگے چل کر تحریک پاکستان کا پیش خیمہ ثابت ہوا، ان خیالات کا اظہار پاکستان کے سب سے بڑے قانون ساز ادارہ، قومی اسمبلی کے اسپیکر سید یوسف رضا گیلانی نے امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۴ء اسلام آباد میں کیا، وہ بحیثیت مہمان خصوصی خطاب کر رہے تھے۔۔

کانفرنس بین الاقوامی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) پاکستان کے زیر اہتمام ۱۲ نومبر ۱۹۹۴ء کو اسلام آباد کے فائیو اسٹار ہوٹل میں منعقد ہوئی۔

کانفرنس کی صدارت ملک کے معروف مذہبی اسکالر اور قانون داں جسٹس پیر محمد کرام شاہ الازہری کی زیر صدارت ہونا تھی مگر وہ اچانک علالت کے سبب تشریف نہ لا سکے چنانچہ علامہ محمد اسحاق نظیری (مہتمم جامعہ اسلامیہ نظریہ، اسلام آباد) اور علامہ پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبد الباری صدیق (شاہی امام و خطیب جامع مسجد شاہجانی، ٹھٹھہ و جانشین مفتی اعظم ٹھٹھہ، سندھ) کی صدارت میں تلاوت کلام رحیم اور نعت رسول کریم (ﷺ) سے کانفرنس کا آغاز ہوا۔۔

ادارۂ تحقیقات امام احمد اسلام آباد شاخ کے ناظم، محمد افسر خاں القادری نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور ادارہ کی اسلام آباد شاخ کی کارکردگی سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ انہوں نے اپنے ابتدائیہ کلمات میں کہا اسلام آباد شاخ عنقریب نشرو اشاعت کا کام شروع کر رہی ہے نیز ماہانہ درس کا پروگرام بھی زیر غور ہے۔۔

کانفرنس میں علامہ سید ریاض حسین شاہ (ڈائریکٹر ادارۂ تعلیمات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد) اور ڈاکٹر محمد اسلم سید (سابق صدر، شعبہ تاریخ، قائد اعظم یونیورسٹی، اسلام آباد) نے امام احمد رضا کے حوالے سے تحقیقی مقالات پیش کئے جب کہ پروفیسر حمزہ مصطفائی نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔۔ پروفیسر علامہ جی۔اے۔حق، محمد نے حضرت امام احمد رضا کے فتاویٰ رضویہ اور ان کا طرز استدلال اور طریق استنباط کے اسلامیہ، راولپنڈی) پروفیسر علامہ جی۔اے۔حق محمد (ادارۂ تحقیقات

موضوع پر نہایت پر مغز علمی مقالہ پیش کیا۔۔۔ ڈاکٹر محمد اسلم سید نے اپنے خطاب میں کہا کہ امام احمد رضا کی ہمہ گیر شخصیت تاریخ اسلام میں نایاب ہے' انہوں نے کہا کہ آج عالم اسلام کو امام احمد رضا کی تعلیمات کی اشد ضرورت ہے۔ امام احمد رضا اتحاد بین المسلمین کے داعی تھے' آج مضطرب عالم اسلام اس عظیم فرزند اسلام کے بتائے اصولوں کے تحت چل کر سکون و قرار حاصل کر سکتا ہے۔ انہوں نے بین الاقوامی سطح پر فکر رضا کو عام کرنے کی کاوشوں کے سلسلے میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی تعریف کی اور اپنے تعاون کا یقین دلایا۔۔

علامہ سید ریاض حسین شاہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ حضرت امام اہلسنت کی تمام زندگی شریعت و سنت کی اتباع میں گذری' وہ اپنے زمانے کے بہت بڑے عاشق رسول تھے' ان کا عشق لاثانی ہے انہوں نے کہا کہ امام احمد رضا کی تصانیف روشنی کے ایسے چراغ ہیں جن سے قیامت تک آنے والے انسان اپنے قلب و نظر کو منور کرتے رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ میں آج کل اعلیٰ حضرت کے "فتاویٰ رضویہ" کا مطالعہ کر رہا ہوں اس میں علم کا جو سمندر موجیں مارتا ہے اس کا بیان کرنا مشکل ہے' میں امام احمد رضا کی گرانقدر تعلیمات و خدمات کو عام کرنے کی کوششوں میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کا ایک ادنیٰ کارکن بن کر کام کرنے کو تیار ہوں نیز ادارہ کی کارکردگی پر کارپردازان ادارہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔۔ ادارہ کے صدر نشین سید وجاہت رسول قادری نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے ادارہ کی بین الاقوامی سطح پر ہونے والی کارکردگی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ آج دنیا کی تقریباً ۲۵ جامعات میں ادارہ کی نگرانی میں اسکالرز حضرت امام احمد رضا کے حوالے سے ڈاکٹریٹ (Ph.d) کے مقالے لکھ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہماری کوششوں سے ہندوستان کی روہیل کھنڈ یونیورسٹی میں "امام احمد رضا چیئر" قائم ہو چکی ہے مگر افسوس کہ پاکستان کی کسی یونیورسٹی کو یہ اعزاز حاصل نہ ہو سکا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ پاکستان کی جامعات میں امام احمد رضا چیئرز" کا قیام ممکن بنایا جائے۔ امام احمد رضا اور ان کے رفقاء کے تذکروں کو نصاب تعلیم میں شامل کیا جائے' انہوں نے کہا کہ اس ضمن میں ادارہ' وزارت تعلیم اور متعلقہ محکموں سے ہر ممکن علمی تعاون کو تیار ہے' انہوں نے مطالبہ کیا کہ امام احمد رضا کے فتاویٰ رضویہ اور دیگر کتب کو ملک کی تمام عدالتوں اور یونیورسٹیز کی لائبریریز میں رکھوایا جائے۔

قومی اسمبلی کے اسپیکر سید یوسف رضا گیلانی نے بحیثیت مہمان خصوصی خطاب کرتے ہوئے کہ حضرت امام احمد رضا پاکستان کے اولین محسنین میں ہیں' ان کے مشن فروغ عشق رسول ہی سے قیام پاکستان کے اصل مقاصد حاصل کئے جا سکتے ہیں' انہوں نے کہا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے ترجمہ قرآن کنزالایمان اور فتاویٰ رضویہ کے مطالعہ سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔۔ اسپیکر قومی اسمبلی نے حضرت امام احمد رضا کے حوالے سے ہونے والے بین الاقوامی علمی و تحقیقی کام پر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی کاوشوں کی تعریف کی اور حکومتی سطح پر تعاون و پذیرائی کا یقین دلاتے ہوئے کہا کہ میں ذاتی طور پر بہاء الدین ذکریا یونیورسٹی ملتان میں "امام احد رضا چیئر" کے قیام کا جائزہ لوں گا۔۔۔

انہوں نے مزید کہا کہ آج پاکستان شدید انتشار کا شکار ہے ایسے میں گروہ بندی سے نجات اور حصول امن و سکون کے لئے امام احمد رضا کی تعلیمات سے استفادہ کی ضرورت ہے۔

مہمان خصوصی کے خطاب کے بعد شرکاء کانفرنس میں ادارہ کی شائع کردہ کتب اور مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۴ء تقسیم کیا گیا۔ پھر امام احمد رضا کا مشہور زمانہ صلوۃ و سلام پڑھا گیا اور پھر صدر محفل کی دعا کے ساتھ اس علمی محفل کا اختتام ہوا۔۔۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظم مبنی بر تہنیت و تاریخ بر تفویض سند و تشوز

بہ عزیز گرامی قدر جناب ڈاکٹر مجید اللہ قادری (جامعہ کراچی)

نتیجہ فکر: حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی

حبذا! اے طالع فرخندہ کار
رحمتِ حق کا بنا اُمّیدوار

لو خوش اللہ! اے مجید قادری
تُو بنا شایانِ لُطفِ کردگار

حق کی رحمت نے لیا آغوش میں
بن گئیں تیری مساعی سازگار

تجھ پہ ہے احمد رضا کا یہ کرم
ان کی نسبت سے بڑھا تیرا وقار

آن میں بس پار بیڑا ہو گیا
رحمتِ شاہ دو عالم کے نثار

"کنزِ ایمان" ترجمہ قرآن کا
ہے بغیرِ ریب و شک اِک شاہکار

بارگاہِ حق میں عجزِ بندگی
حضرت احمد رضا کا ہے شعار

ہے وہ ان بے باکیوں سے پاک و صاف
جن سے گھٹتا ہو نبوّت کا وقار

"کنزِ ایمان" پر ہو تحقیق انیق
جب ہوئے اس ہمت میں تم ہشیار

رہنمائی حضرت مسعود نے
اس سفر میں کی تمہاری بار بار

منزلِ مقصود کو پا ہی لیا
ہو گئے اس راہ میں تم کامگار

فلسفہ کے ڈاکٹر تم بن گئے
مل گیا آخر پی۔ ایچ۔ ڈی کا وقار

ہیں مرے اشعار تفسیرِ خلوص
تار ہے تبریک میری یادگار

از سرِ کیف طرب تاریخ تم

+ ۲۰

شمس بس کہہ دو علو و افتخار

۱۳۹۴ + ۲۰ = ۱۴۱۴ھ

شمس بریلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحقائق فی الحدائق

المعروف

شرح حدائق بخشش

جلد دوم

از قلم

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

ناشر

المختار پبلی کیشنز کراچی

And do not corrupt the land after it has been
reformed; and pray to Him in awe and expectation.
The blessing of Allah is at hand for those who do good.
Al-A'raf 56
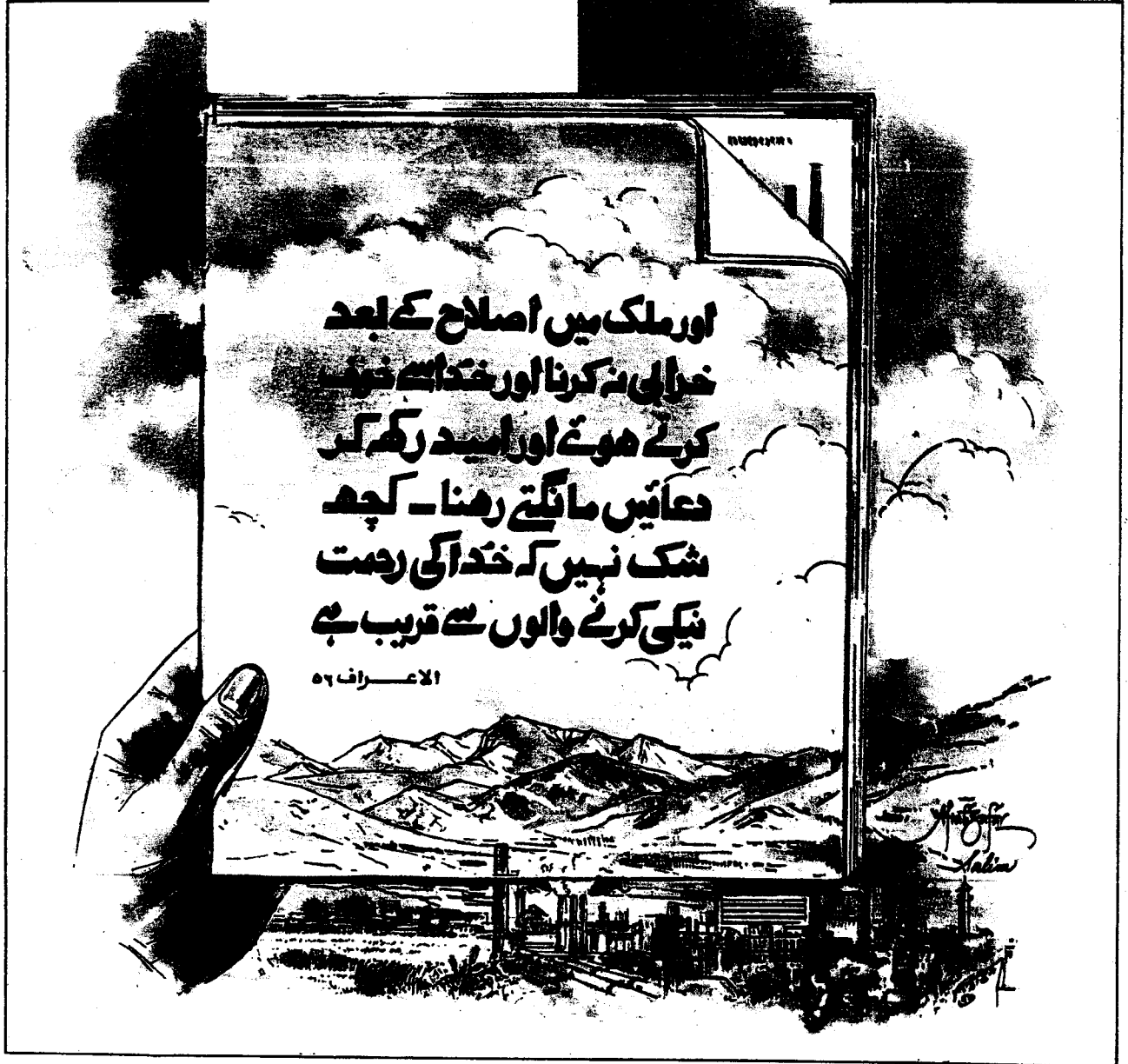
Habib Bank Limited

Title Cover Processed by **LASERDOT** *Printed by Hamdard Press Tel. 2638090-2*